SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, May 10, 1999

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at ten minutes past six in the evening with Mr. Deputy Chairman (Mir Humayun Khan Marri) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من اجل ذٰلک کتبنا علیٰ بنیٓ اسرآءِ یل انه من قتل نفساً بغیر نفس او فساد فی الارض فکانما قتل الناس جمیعاً۔ ومن احیا ھا فکانمآ احیا الناس جمیعاً ۔ و لقد جآ ء تھم رسلنا بالبینٰت ثم ان کثیراً منھم بعد ذٰلک فی الارض لمسرفون O انما جزٰؤا الذین یحاربون اللہ و رسوله ویسعون فی الارض فساداً ان یقتلوآ اویصلبوا اوتقطع اید یھم و ارجلھم من خلاف اوینفوامن الارض۔ ذٰلک لھم خزیٌ فی الدنیا ولھم فی الاٰخرۃ عذاب عظیم O

ترجمہ، اس قتل کی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ حکم نازل کیا کہ جو شخص کسی کو (ناحق) قتل کرے گا (یعنی) بغیر اس کے کہ جان کا بدلہ لیا جائے یا ملک میں خرابی کرنے کی سزا دی جائے اس نے گویا تمام لوگوں کو قتل کیا اور جو اس کی زندگانی کا موجب ہوا تو گویا تمام لوگوں کی زندگانی کا موجب ہوا۔ اور ان لوگوں کے پاس ہمارے پیغمبر روشن دلیلیں لا چکے ہیں پھر اس کے بعد بھی ان میں بہت سے لوگ ملک میں حد اعتدال سے نکل جاتے ہیں۔

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے لڑائی کریں اور ملک میں فساد کرنے کو دوڑتے پھریں ان کی یہی سزا ہے کہ قتل کر دیئے جائیں یا سولی چڑھا دیئے جائیں یا ان کے ایک ایک طرف کے ہاتھ اور ایک ایک طرف کے پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا ملک سے نکال دیئے جائیں۔ یہ تو دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے بڑا (بھاری) عذاب (تیار) ہے۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جناب تشریف رکھیں، یہ leave applications ہیں یہ پہلے پڑھیں گے۔ میاں رضا ربانی صاحب نے ملک سے باہر ہونے کی بناء پر مورخہ 13 مئی کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ قاضی محمد انور صاحب بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر مورخہ 7 مئی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے اس لئے انہوں نے ایوان سے اس تاریخ کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جناب سرانجام صاحب طے شدہ مصروفیات کی بناء مورخہ 21 تا 23 اپریل اجلاس میں شرکت نہ کر سکے اس لئے انہوں ان تاریخوں کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جناب علی نواز شاہ صاحب نے نجی وجوہات کی بناء پر حالیہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جناب مختار احمد خان صاحب نے ذاتی وجوہات کی بناء پر مورخہ 10اور 11 مئی کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جناب مشاہد حسین صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے مورخہ 10 تا 14 مئی اجلاس میں شرکت نہ کر سکیں گے اور مخدوم جاوید ہاشمی صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ اسلام آباد سے باہر ہیں اس لئے آج اجلاس میں شرکت نہیںکر سکیں گے۔ جی شفقت محمود صاحب۔

چوہدری شفقت محمود۔ جناب چیئرمین صاحب شکریہ ۔ میں آپ کی اجازت سے آج ایوان میں ایک انتہائی اہم نکتہ اٹھانا چاہتا ہوں ۔ حکومت اور وزراء کرام کی توجہ میں اس طرف چاہتا ہوں ۔

چیئرمین صاحب ! آپ کو علم ہے کہ اس ایوان میں ہم بارہا آزادی صحافت ' یا آزادی تحریر و تقریر یا آزادی پریس کے بارے میں بہت دفعہ issues اٹھا چکے ہیں ۔ پچھلے تقریباً چھ ماہ یا سال کے اندر بارہا ایسے ہوا ہے کہ حکومت کی طرف سے پریس کیآواز کو دبانے کے لئے جو کچھ کیا جا رہا ہے وہ ان بینچوں کی طرف سے آپ کے اور ایوان کے نوٹس میں لایا گیا۔ اب اس سلسلے میں ایک تازہ ترین واقعہ میں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں اورآپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں ۔

جناب چیئرمین "Friday Times" پاکستان کا انگریزی کا سب سے بڑا Weekly ہے اور اس کے ایڈیٹر جناب نجم سیٹھیکو 8 مئی کی صبح ساڑھے تین بجے ان کے گھر سے اٹھا لیا گیا ۔ میں جان کر لفظ "اٹھا لیا" استعمال کر رہا ہوں اس لئے کہ میں arrest کا لفظ استعمال نہیں کر رہا' اس کی وجوہ میں بیان کروں گا۔

جناب چیئرمین!جو لوگ ان کو اٹھانے آئے ' وہ ان کے گھر میں داخل ہوئے ' ان کے بیڈ روم کے دروازے کو توڑ کران کے کمرے میں داخل ہوئے ' ان کو وہاں سے پکڑا ' ان پر تشدد کیا ' ان کے ہاتھ میں جو ہتھکڑیاں تھیں' ان سے مارا پیٹا' اور انکو گھسیٹ کر' بغیر جوتوں کے' بغیر عینک کے' جس کے بغیر دیکھنا مشکل ہے' ان کو گھسیٹ کر وہاں سے باہر نکالا گیا۔ جب ان کی اہلیہ نے' جو کہ خود ایک ممتاز جرنلسٹ ہیں' احتجاج کیا اور کہا کہ مجھے وارنٹ دکھایا جائے تو انہوں نے کہا کہ آپ وارنٹ مانگتی ہیں ' اب آپ کو ان کی لاش ملے گی ۔ پھر وہ ان خاتون کو

بھی ہاتھوں سے باندھ کر، ایک کمرے میں تالا لگا کر، بند کر کے چلے گئے۔

جناب چیئرمین ! اس کے بعد باہر کے مین گیٹ کو زنجیروں سے بند کر دیا گیا۔ باہر جو چوکیدار تھے، ان کو بھی مارا پیٹا گیا۔ یہ جو لوگ آئے تقریباً بارہ تھے، جن میں دو پنجاب پولیس کی وردی میں تھے اور باقی سفید کپڑوں میں تھے۔ اب اس سے کئی issues arise ہوتے ہیں جو کہ میں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے جناب کہ اس کے اگلے دن یعنی یہ واقعہ ساڑھے تین بجے صبح پیش آیا، جمعہ اور ہفتے کی درمیانی رات کو۔ اتوار کو حکومت نے ایک press release جاری کی اور اس press release میں یہ کہا کہ نجم سیٹھی کو پاکستان کے خلاف تقریر کرنے کی پاداش میں، جو کہ انہوں نے ہندوستان میں کی، ان کو گرفتار کیا گیا ہے۔ یہ ایک APP کی press release, quoting of a government spokesman ہے اور ساتھ یہ بھی کہا کہ وہ ISI کی تحویل میں ہیں۔ اب جناب پہلی بات تو یہ ہے کہ کیا کسی شخص کو بغیر case registration کے arrest کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔ اگر وہ جس کی بھی تحویل میں ہے، کیا case register کئے بغیر کسی کو arrest کیا جاسکتا ہے؟ پہلی بات۔ اگر preventive detention ہے تو preventive detention کا تو notice serve کیا جاتا ہے۔ کیا ایسا کوئی notice serve کیا گیا ہے؟ نہیں۔ اس کے بعد جناب میں وکیل تو نہیں ہوں لیکن میرے وکیل بھائی یہاں پر راشدی صاحب اور اقبال حیدر صاحب بیٹھے ہیں وہ بتائیں گے کہ جب کسی کو گرفتار کیا جاتا ہے تو 24 گھنٹے کے اندر اسے کسی عدالت کے سامنے پیش کر کے ریمانڈ لیا جاتا ہے چاہے وہ جسمانی ریمانڈ ہو یا اسے جیل میں بھیجنا ہو۔ ایسا کوئی نہیں ہوا۔ حیرانگی کی بات یہ ہے کہ جب 24 گھنٹے کے بعد حکومت نے یہ پریس ریلیز جاری کی جس میں یہ تسلیم کیا گیا کہ ہم نے ان کو فلاں بناء پر arrest کیا ہے اس وقت 24 گھنٹے کا mandatory period گزر چکا تھا۔ جناب یہ تسلیم بھی کیا گیا کہ اسے arrest کیا گیا ہے لیکن اس کے باوجود اسے کسی court of law میں پیش نہیں کیا گیا۔ ہفتے کو یعنی 8 تاریخ کو صبح ایک habeas corpus petition لاہور ہائی کورٹ میں move کی گئی اور اس habeas corpus petition کا مقصد یہ تھا کہ پتا نہیں تھا کہ اس کو کہاں لے جایا گیا ہے، کس کے پاس ہیں، کیسے ہیں۔ اس کے بعد آج صبح جب habeas corpus petition ہائی کورٹ میں آئی تو Advocate General پیش ہوئے تو انہوں نے فرمایا کہ ہمیں اس کا کوئی علم نہیں ہے کہ نجم سیٹھی کہاں ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ

شاید Advocate General صاحب اخبار پڑھنے کی تکلیف بھی نہیں کرتے کیوں کہ 24 گھنٹے پہلے گورنمنٹ کہہ رہی ہے کہ ہم نے ان کو arrest کیا اور 24 گھنٹے کے بعد Advocate General ہائی کورٹ میں یہ بیان دے رہا ہے کہ ہمیں کوئی پتا نہیں ہے، ہمیں کوئی اندازہ نہیں ہے کہ وہ کہاں ہے۔

جناب آپ note کریں کہ میں الزام کی طرف نہیں آ رہا، میں صرف آپ کو بتا رہا ہوں کہ جو porcedure اپنایا گیا وہ یہ ہے کہ ان کو arrest کرتے وقت تشدد کیا گیا، مارا پیٹا گیا، کوئی نوٹس serve نہیں کیا گیا۔ یہ نہیں بتایا گیا کہ case کونسا ہے یا اگر preventive detention تھی تو پھر preventive detention کا نوٹس serve نہیں کیا گیا۔ 24 گھنٹے کے بعد تسلیم کیا کہ ہم نے arrest کیا ہے لیکن کسی court of law میں پیش نہیں کیا گیا اور ایک press statement کے مطابق تسلیم کیا اور آج ہائی کورٹ کے اندر Advocate General صاحب فرماتے ہیں ہمیں ان کی arrest کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔

جناب والا! یہ انتہائی سنگین واقعات ہیں۔ یہ پہلی دفعہ نہیں ہے، بہت دفعہ ایسا ہوا ہے۔ قانون جس کے تحت ایک جمہوری نظام، so called پارلیمانی جمہوری نظام چلاتے ہیں، Constitution بھی موجود ہے، قانون بھی موجود ہے اور اب 48 گھنٹوں سے زیادہ وقت ہو چکا ہے لیکن ان کی فیملی کو پتا نہیں ہے کہ نجم سیٹھی کہاں ہے۔ Court of law میں Adocate General کہتے ہیں کہ ہمیں پتا نہیں ہے کہ نجم سیٹھی کہاں ہے اور press statement کہتی ہے کہ 24 گھنٹے پہلے ہم نے ان کو arrest کر لیا ہے تو یہ کونسی قانون کی حکمرانی ہے۔ کیا اب کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ آپ کی مجبوری ہے کہ detenu کو، جس کو آپ نے arrest کیا ہے اس کو court of law میں پیش کرنا ہے۔ یہاں سپریم کورٹ کے سابقہ جج صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں میں ان سے پوچھتا ہوں اور وہ Treasury Benches پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں اس پر نہیں جا رہا کہ charges کیا ہیں جو بھی charges ہیں وہ ایک علیحدہ بحث ہے، کورٹ میں پتہ چلے گا کہ charges درست ہیں یا نہیں میں اس پر بالکل نہیں جا رہا۔ میرے معزز بھائی ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب بیٹھے ہیں، سینیٹر افضل لون صاحب بیٹھے ہیں وہ سپریم کورٹ کے جج رہے ہیں، میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ 48 گھنٹے ہو گئے ہیں نہ کوئی detention کا نوٹس serve کیا گیا ہے، نہ family کو یہ بتایا گیا ہے کہ کہاں پر رکھا گیا ہے اور نہ ہی کسی court of law میں

پیش کیا گیا ہے ۔ یہ جناب والا پہلا واقعہ نہیں ہے ۔ میں اگر وکیل ہوتا تو 10 اور Articles آپ کو پیش کرتا لیکن میں نہیں ہوں' اتنا تو مجھے بھی پتا ہے ۔ آج سے تقریباً چھ دن ' سات دن پہلے حسین حقانی صاحب کو گرفتار کیا گیا اب سات دن ہو چکے ہیں جو بھی charges ہیں میں ان کے اندر نہیں جاتا لیکن سات دن کے اندر اس کی family کو پتا نہیں ہے کہ وہ کہاں ہیں ۔ یہ انہیں پتا نہیں ہے کہ وہ کس قانون کے تحت arrest ہوئے ہیں یہ بھی پتا نہیں کہ preventive detention ہے ' اگر preventive detention ہے تو پھر MPO-16 کا ان کو نوٹس serve کرنا تھا یعنی within 7 days کسی کو کوئی علم نہیں ہے' کسی court of law میں پیش نہیں کیا گیا' کچھ نہیں کیا گیا۔

جناب والا! fascism کیا ہوتی ہے ۔ Rule of law اور fascim میں کیا فرق ہے ۔ جمہوریت میں اور fascism میں کیا فرق ہے ' charges جو بھی ہیں ۔ جمہوریت اور fascism میں فرق یہ ہے کہ جب کسی کے خلاف یہ کہا جاتا ہے کہ آپ نے یہ جرم سر زد کیا ہے ۔ جب آپ پر کسی جرم کا الزام لگایا جاتا ہے تو ٹھیک ہے حکومت اور قانون نافذ کرنے والے ادارے اس کو گرفت میں لا سکتے ہیں لیکن گرفت میں لانے کے بعد کچھ جمہوریت کے قاعدے اور قوانین ہیں لیکن سات دن سے حسین حقانی کا پتا نہیں چل رہا کہ وہ کہاں ہے ' کدھر ہے ' اس کے خلاف کیس کیا ہے اور کورٹ میں پیش نہیں کیا جا رہا اور آج ہائی کورٹ کے اندر وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمیں پتا نہیں ہے کہ وہ کہاں ہیں ۔

جناب بات یہ ہے ' اصل بات کیا ہے۔ اصل بات یہ ہے اور میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اصل بات یہ ہے کہ اس وقت اور کوئی ادارہ ان کے fascism کے سامنے کھڑا ہونے کے لئے تیار نہیں ہے سوائے پریس کے اور NGOs کے۔ دو ادارے رہ گئے ہیں اور اب ان دونوں کو ہدف بنایا ہے۔ NGOs کے بارے میں کل خبر آئی کہ دو ہزار NGOs کو آپ نے خارج کردیا اور پنجاب کے ایک وزیر صاحب ہیں وہ NGOs کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ یہ مغرب زدہ خواتین اور یہ وہ وغیرہ۔ اور اس کے بعد پریس کہ جو جو آواز پریس سے اٹھتی ہے اس کو پکڑ لیا جائے دبادیا جائے اور کمال یہ ہے کہ قانون کو بالائے طاق رکھ کر کیا جائے۔ تو میں گزارش یہ کر رہا ہوں کہ حکومت دو چیزیں یاد رکھے۔ پہلی بات یہ ہے کہ آج نواز شریف پاکستان کے وزیراعظم کیوں ہیں اس لئے کہ ایک جمہوری نظام کے تحت وہ elect ہو کر آئے ہیں۔ یعنی وہ اس لئے

پاکستان کے وزیراعظم نہیں ہیں کہ ان کے پیچھے کوئی اور طاقت ہے یا وہ کسی وردی سے belong کرتے ہیں' وہ اس لئے وزیراعظم ہیں کیونکہ وہ elect ہو کر آئے ہیں اور elections کہاں ہوتے ہیں' یہ جمہوریت میں ہوتے ہیں۔ تو یہ ایک simple چیز ہے جو ان کو سمجھ میں نہیں آ رہی اور اس سے پہلے بھی لوگوں کو سمجھ میں نہیں آئی کہ اگر جمہوریت جس کی بنیاد پر آپ کو یہ اقتدار ملا ہے' اگر اس کو آپ برباد کریں گے تو آپ اس شاخ کو کاٹیں گے جس کے اوپر آپ بیٹھے ہوئے ہیں تو پھر آپ کے ساتھ وہی سلوک ہوگا' آپ بچ نہیں سکتے۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی' یہ ایک سادہ سی بات ہے' وہ سمجھ میں نہیں آتی۔

دوسری چیز جناب! میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا' یہ یاد رکھیں کہ پنوشے جو چلی کا مطلق العنان حکمران تھا' اس کو آج 1999ء میں اتنے سالوں کے بعد اس کو بیرون ملک عدالتوں میں گھسیٹا جا رہا ہے۔ کس لئے کہ crimes against humanity اور crimes against humanity جو ہے وہ universal human rights کے خلاف ہے اور یہ recognised principle ہے اور یہ crimes against humanity کر رہے ہیں اور میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ آج ان کے پاس طاقت ہے یہ طاقت سے دبا رہے ہیں سب کو' منہ بند کر رہے ہیں سب کے اور اس میں یہ کامیاب بھی ہیں۔ لیکن میں آپ کو یہ بتا رہا ہوں کہ انہوں نے ساری حیات اس ملک پر حکومت نہیں کرنی۔ وہ وقت آئے گا جب ہاتھ ہوں گے ان مظلوموں کے جن کے ساتھ انہوں نے ظلم کیا اور ان کا گریبان ہوگا اور تب ان کو سمجھ آئے گی کہ کیا کیا۔ اگر پنوشے کا گریبان آج پکڑا گیا ہے تو ان کا گریبان محفوظ نہیں ہے۔بڑی مہربانی شکریہ۔

Mr. Bashir Ahmed Matta: Sir, on point of order.

جناب ڈپٹی چیئرمین: ویسے ایک چیز ہے کہ ہم item-wise چلیں گے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ویسے میں آپ دونوں اطراف کے لوگوں سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ parliamentarians ہیں اور مائک بھی آپ سب کے سامنے ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ چیخنے اور چلانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اگر مائک نہ ہوتے تو پھر آپ بیشک چیخئے۔ کیونکہ اس وقت مائک ہیں اس لئے آپ بات آہستہ آہستہ کریں تو بہتر ہوگا' میں دونوں اطراف کے

لوگوں سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ یہ چیز نہ ہو۔

(مداخلت)

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ، جناب یہ کوئی چھوٹا مسئلہ نہیں ہے، یہ ایک جائز مسئلہ ہے، اس پر ہر پارٹی کو موقع ملنا چاہیئے بولنے کا۔ جناب پریس چوتھا ستون ہے۔ اس کے بعد پھر یہ جواب دیں۔ یہ سب بولیں گے، آپ تھوڑا تھوڑا سب کو بولنے کا موقع دیں۔ یہ ایک اہم مسئلہ ہے جناب، یہ کوئی چھوٹا مسئلہ تو نہیں ہے۔

(مداخلت)

میاں محمد یٰسین خان وٹو، جناب چیئرمین! میں clear کرنا چاہتا ہوں کہ مسئلہ یہ ہے کہ point of order پر ایک مسئلہ اٹھا دیا گیا ہے۔ میں اس کے جواب کے لئے حاضر ہوں۔ اگر وہ اس موضوع پر بحث کرنا چاہتے ہیں تو point of order کے ذریعے بحث نہیں ہوسکتی۔ وہ point of order کی بجائے موشن دیں، resolution دیں اور اس پر discussion کرلیں۔ اس point of order کے سلسلے میں آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اس کا جواب دوں اور باقی جو order of the day ہے اس پر چلتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، اس پر سب بولنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ اس پر سب بولنا چاہتے ہیں، سب کو بولنے دیں۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔

(مداخلت)

میاں محمد یٰسین خان وٹو، مسئلہ یہ ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر ایک مسئلہ اٹھا دیا گیا ہے میں اس کے جواب کے لئے حاضر ہوں۔ اگر وہ اس موضوع پر بحث کرنا چاہتے ہیں تو پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے بحث نہیں ہوسکتی۔ اس کے لئے وہ ریزولیوشن دیں یا اور بھی طریقے ہیں ان کے ذریعے بحث ہوسکتی ہے۔ اس پوائنٹ آف آرڈر کی آپ اجازت دیں میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ باقی بعد میں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، چلیں جی، تین تین منٹ دیتے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ؛ مہربانی جناب۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ؛ لیکن ٹائم کا ذرا خیال رکھیں۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ؛ پہلے شیخ صاحب کو موقع دیں ۔ اس کے بعد میں بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ؛ ایک وقت میں چار چار بات کریں گے یا ایک بات کرے گا۔ جی آفتاب شیخ صاحب۔

جناب آفتاب احمد شیخ ؛ جناب چیئرمین ! چونکہ آپ نے مجھے تین چار منٹ دیئے اس حوالے سے بات کرنے کے لئے تو وہ تمام باتیں جو سینیٹر شفقت محمود نے کہی ہیں ان کو adopt کرتے ہوئے میں کچھ مثالیں آپ کو اور دوں گا لیکن قبل اس کے کہ میں اپنی بات شروع کروں یہ کہوں گا کہ اگر یہاں گفتگو میں پارلیمنٹری یا نان پارلیمنٹری الفاظ کہے جاتے ہیں تو آپ کو حذف کرنے کا حق ہے لیکن جب آپ کرسی پر بیٹھ کر فرماتے ہیں ۔ سینیٹر کے خلاف چیخنے چلانے کے الفاظ استعمال کرتے ہیں تو میرا بنیادی نقطہ اور بنیادی اعتراض یہ ہے کہ سینٹ کے چیئرمین پر بھی وہی قانون نافذ ہے جو ہم سب پر نافذ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ آپ چیخیں نہیں ، چلائیں نہیں ۔ میں ادب سے عرض کروں گا کہ یہ الفاظ چیئر کی طرف سے نہیں آنے چاہئیں۔ ان الفاظ کو expunge کریں ۔ ہم چیختے چلاتے نہیں ہیں ، اپنا حق مانگتے ہیں۔ ایک نقطہ پر جب اس طرف سے ایک بات آئی ہے تو باقی جتنی پارٹیاں بیٹھی ہیں ----

جناب ڈپٹی چیئرمین ؛ نہیں ۔ نہیں ۔ آپ نے بات کی تو میں نے کہا کہ یہ اپر ہاؤس ہے ، میرا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ یہاں پر دونوں طرف سے شائستہ گفتگو ہونی چاہیئے۔

(مداخلت)

Mr. Deputy Chairman: Matta Sahib, one thing I tell you. My point of view was that this is the Upper House

یہاں آپ لوگ دونوں طرف سے شائستہ گفتگو کریں۔ اس سے impression اچھا آئے گا۔

جناب آفتاب احمد شیخ ، دوسری بات جو قابل اعتراض ہے وہ میں عرض کروں کہ

ہمیں بولنے کے لئے ان کی اجازت نہیں چاہیے جو آپ نے ان سے پوچھا۔ نہیں جناب ! ہم اپنا حق رکھتے ہیں ' اس ہاؤس کے ممبر ہیں ' اپنی پارٹی کے independent cause کو present کرتے ہیں۔آپ نے ان سے پوچھا ' پوچھنے کے بعد کہا کہ تین تین منٹ دے دو۔ ہم بھیک نہیں مانگتے اپنا حق مانگتے ہیں۔ اپنی بات کریں گے آپ کے سامنے۔

اب میں ایشو پر آتا ہوں۔ ایشو یہ ہے جناب والا ! کہ نجم سیٹھی کے حوالے سے بہت تفصیل سے گفتگو ہوئی ہے ۔ ظاہر ہے کہ اس پر بے انتہا ظلم ہوا ہے نہ کوئی وارنٹ ' نہ کوئی lady searcher, دروازہ توڑا گیا ' پولیس اندر داخل ہوئی ۔ جو ظلم اور زیادتی کی گئی اس کی تفصیل میرے ساتھی سینیٹر شفقت محمود نے پہلے ہی دے دی ہے ۔ میں اس حوالے سے مزید اس تفصیل میں نہیں جاؤں گا ۔ صرف اتنی بات آپ سے عرض کروں گا کہ آج کا اخبار یہ کہہ رہا ہے کہ ان کی بیگم کو گورنر صاحب کا فون آیا اور انہوں نے یہ کہا کہ نجم سیٹھی اسلام آباد میں ہے ' آپ ان کے جوتے' ان کی عینک ' ان کے کپڑے' ضروری دوائیں ' جو کچھ چاہیں ' اسلام آباد میں ان کو پہنچا دیں۔ اس سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ جب پولیس نے ان کو پکڑا' تشدد کیا ' ہتھکڑیاں لگائیں ' ان کو مارا' ان کی بیگم کے ساتھ زیادتی کی' پولیس نے ان کو ان کی عینک تک اٹھانے کی اجازت نہیں دی ' جوتے تک پہننے کی اجازت نہیں دی اور یہ ایک پڑھے لکھے انسان کے ساتھ کیا گیا جو ایک weekly کا ایڈیٹر ہے ' جس کی بہت circulation ہے ' اس سے بڑی زیادتی کیا ہوسکتی ہے ۔ اس کے علاوہ جناب والا ! یہ پہلا واقعہ نہیں ہے ۔ میں آپ سے عرض کروں گا کہ نجم سیٹھی کا جرم کیا ہے ؟ اخبار یہ لکھ رہا ہے کہ نجم سیٹھی کا جرم یہ ہے کہ because he has given details of corruption committed by Sharif family to the BBC TV team making a documentary in this regard یہ واحد جرم تھا اس شخص کا جس کی وجہ سے اس کو یہ سزا ملی ہے۔ میں اس سے پہلے آپ سے عرض کروں' امتیاز عالم کی گاڑیاں جلا دی گئیں۔وہ بھی صحافی ہیں۔ "The News" سے ان کا تعلق ہے۔ ان کی دونوں گاڑیوں کو آگ لگا دی گئی اس لئے کہ جو کچھ وہ اپنے قلم کا استعمال کرتے ہیں۔ آزادی قلم کے حساب سے استعمال کرتے ہیں وہ حکومت کو نہیں بھاتا ہے۔ چونکہ وہ بات حکومت کو نہیں بھاتی ہے لہذا حکومت نے اپنے کرائے کے غنڈوں کو بھیج کر ' ان کے گھر میں گھس کر ' گیٹ توڑ کر' تالا توڑ کر ان کی دونوں گاڑیوں کو آگ لگا دی۔

اس کے بعد جناب والا! دوسرا واقعہ ہے ایم۔ اے۔ کے لودھی کا۔ یہ بھی ایک صحافی ہیں۔ان کو اغواء کیا گیا۔ مارا پیٹا گیا اورظلم اور زیادتی کا بازار گرم کیا گیا ان کے ساتھ۔ ابھی ایک حال ہی کا واقعہ ہے۔ حسین حقانی اور ان کے بھائی کا واقعہ۔ یہ دو واقعات ہیں۔ یہ ایک chain ہے ان تمام صحافیوں کی جو اپنے قلم کو استعمال کر رہے ہیں۔ یہ ان کی مرضی ہے۔ یعنی جب آپ دستور کی بات کرتے ہیں' جب ہم جمہوریت کی بات کرتے ہیں expression کی آزادی کی guaranteeموجود ہے۔ کوئی اخبار قاعدے میں لکھے' کوئی اخبار خلاف لکھے۔ یہ آزادی صحافت کی بات ہے۔ جنگ اخبار سے یہ کہانی شروع ہوئی ہے۔ جنگ کے ساتھ ظلم اور زیادتی' نیوز پرنٹ کا روکنا' اس کے لوگوں کو دھمکیاں دینا' مارنا' پیٹنا' اس کے بعد سے یہ chain چلی آ رہی ہے۔ یہ ہاؤس حق بجانب ہے اس بات کا نوٹس لینے میں۔ تمام پارٹیاں جو یہاں بیٹھی ہوئی ہیں حق بجانب ہیں اس بات کی نشان دہی کرنے کے لئے۔ کیونکہ اور جگہ تو ظلم اور زیادتی ہو ہی رہی ہے اور جیسے میرے دوست نے point out کیاکہ اب دو ہی ادارے رہ گئے ہیں۔ صحافت یا 1941 NGOs I will be giving you the exact figures کو آج ختم کیا گیا ہے۔ جیسے کہ اخبارات بیان کر رہے ہیں۔ یہ جو خبر چھپی ہے اخباروں میں۔ اسی طریقے سے NGOs کے ساتھ ساتھ اخبارات سے جو رویہ رکھا گیا ہے وہ سامنے ہے۔ ایک کے بعد دوسرا' دوسرے کے بعد تیسرا' معاملات بالکل واضح ہو رہے ہیں۔ میں آپ سے عرض کروں کہ جو کچھ ہو رہا ہے۔ وہ جمہوریت کے نام پر شرم اور شرم کے نارے ہیں اور کچھ نہیں۔ اس لئے اس کی جتنی بھی مزمت کی جائے وہ کم ہے۔ میں اپنی پارٹی کی طرف سے' اپنے تمام ساتھیوں کے طرف سے اس کی شدید مذمت کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی بشیر مٹہ صاحب۔

جناب بشیر احمد مٹہ: شکریہ جناب چیئرمین صاحب! کہ آپ نے مجھے اس بہت اہم موضوع پر اظہار خیال کا موقعہ دیا ہے۔ جناب والا! آپ کا نقطہ نظر ایک لحاظ سے درست تھا کہ ایک بات اگر سینٹ میں آ جاتی ہے اور اس کی نشان دہی ہو جاتی ہے تو عموماً کافی سمجھی جاتی ہے تاکہ وزیر صاحب اس کا جواب دیں۔ مگر یہ معاملہ آپ کو جیسا کہ معلوم ہے پارلیمنٹری نظام کے لئے نہایت ہی ضروری ہے اور اہم معاملہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ محترم شیخ صاحب نے یہ فرمایا کہ یہ جو واقعہ ہوا ہے----

(مداخلت)

جناب محمد زاہد خان، جناب چیئرمین صاحب! وزراء صاحبان آپس میں گفتگو کر رہے ہیں اور Honourable Members بات کر رہے ہیں۔ جناب آپ وزیر صاحبان کو دیکھیں وہ ہماری بات سن ہی نہیں رہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، وہ آپ کی بات پر concentrate کر رہے ہیں۔

جناب بشیر احمد مٹہ، جناب میں عرض کر رہا تھا کہ یہ جو واقعات ہو رہے ہیں

it is a chain of events which is taking place. Every event is a link in that chain. These events are drawing the country towards a catastrophy. The honourable Ministers who happened to be present right now, I count them as most sober ministers of this government, all of them are not as sober. If the Minister of Information had been equally sober, he would have handled the press in a much better way, but he comes here taking everything lightly and making some innocuous jokes, he retires but his activity behind the scene is most dangerous and injurious to the set up of democracy in this country. Sir you know that for the last many months after the honourable Prime Minister has lost his political moorings, he has lost his political moorings because he has not been able to institute a monarchy in this country. He tried, first to brow beat the judiciary, there he failed miserably. He had to go and apologize openly and unconditionally, then he tried to brow beat the parliament and by what a stick sir! he said that I want to institute *Shariat* in this country. What *Shariat?* To give all the authority to Raiwind, to have an uncrowned monarch in that place which is built up by dint of a furnace. We do not want to have emperors in Raiwind which is the gift of his own skill to the honourable father of the Prime Minister. He may be very rich, he may be very powerful but the age of king is passed. So, he staged a

type of drama in this country. He said that I want to have a *Shariat* and under that *Shariat* the authority will rest with the Cabinet, and what is the Cabinet? Cabinet is just a rubber stamp. The authority will rest in the hand of the Prime Minister. We tell him and I challenge him again, if he wants to have *Shariat* in this country, let him bring the Laws of *Shariah* on which the *Ijma* of the *Ulema* is agreed. Let him bring the *Fiqah* of different schools of thought on which there is agreement and we will pass the law. But to give authority into the hands of a single person that will be an absolute dictatorship and that will just be a veneer of *Shariah* and inside it will be only absolute dictatorship. And dictatorship in the hands of a man, against whom there are cases in Ehtesab Cell.

I don't want be very harsh on him but one thing I must mention, the other day a court in England gave a verdict against him and he owns in that famous lane, the *Parklane*, property and he has unaccounted property in foreign countries. Now, how can we give full authority in the hands of such a man? He may have been given the mandate by the people but the people now realize that they have given to the wrong person and I think and I hope and I am confident that this mandate will not be repeated. Now, I come to the point sir, that the ministers must have told him, although they are minor minions in this government but they also carry some responsbility on their shoulders. Why don't they get up and tell their Prime Minister, who is drunk with power and he wants to be more drunk. He can not get so much intoxication, but he wants to be more drunk with power. Why don't they tell him that you are taking the country towards an un called disaster. Everyday he is creating a new issue. First, he took his stick against Judiciary then against the Parliament and now against the Press. They have been beating the pressmen. If a pressman is guilty then there is the

law of land. The courts are there and procedures are there, how can you send men into the house of a gentleman and a free citizen of this country to intimidate him, to insult him, to beat him and to drag him out of his house? And then you say, he is produced before the court. What is the need of producing such a man before the Court? You have already injured and insulted him. Do you want to rub salt into his wound? So, this is the thing which is the most objectionable. Crimes may be committed but there are laws for dealing with crimes. And so many luminaries of law sit on those other benches. I don't know, when will they make use of their acumen and expertise . of law. They can advise us when they sit in the Chair and they can advise us when they sit in the committees. But now, why don't they put to use their knowledge of law in Judiciary and why they don't guide a misguided man who does not know how to carry himself in the government? That was why, he was dismissed last time, but now, unfortunately he has clipped the wings of the President. The President , the poor man, he signs and he suffers, he signs and he suffers. Although it is very sad, I don't want to say, but it is a fact, it is a very open fact that when he signs, he suffers, and he is made to suffer and he is under great torture. So, with such a President, this man has lost his political moorings, he has lost his sense of direction and I warn him that if he will not resist from these unlawful and highly offensive acts against the people of this country, he will confront this country with a disaster of which he the poor man can not even imagine. This is enough for today. Thank you very much.

Mr. Deputy Chairamn: Dr. Abdul Hayee sahib.

میری request یہ ہے کہ آپ بات کریں لیکن میں نے عرض کیا تھا کہ تین یا چار منٹ تک بات کریں۔ پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر مت کریں۔ جی حئی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ : جناب والا! حقیقت یہ ہے کہ یہ بات آپ حکومت کو سمجھائیں، اگر وہ ایسے نمایاں کارنامے نہ کریں تو ہم کو یہاں بولنے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ کارہائے نمایاں جو ہیں ناں یہ ہمیں مجبور کرتے ہیں بولنے کے لئے۔ جناب! عدلیہ کی آزادی جمہوریت کا حصہ ہے۔ جمہوریت عدلیہ کی آزادی کے بغیر کوئی معنی نہیں رکھتی پریس کی آزادی کے بغیر کوئی معنی نہیں رکھتی۔ "جنگ" اخبار، "فرنٹیئر پوسٹ"، "میدان" اور جو انفرادی طور پر صحافی حضرات قلم اٹھاتے ہیں، ٹھیک ہے حکومت کو ان سے اختلاف ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے قانون ہے کہ آپ ان کے خلاف کیس رجسٹر کرائیں۔ یہ تو پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ ان کو ٹیلیفون کریں گے، وہ آپ کے پاس آ جائیں گے۔ مجھے حکومتی ادارہ ٹیلی فون کرے تو میں کہتا ہوں کہ حاضر جناب، ہم آتے ہیں۔ آپ دیکھیں جناب کہ نجم سیٹھی جیسا آدمی اب یہ کہ ان کو مارو پیٹو، گھسیٹو اور جوتا بھی نہ پہننے دو، عینک بھی نہ اٹھانے دو۔ یہ ہم کیا message دے رہے ہیں؟ بین الاقوامی سطح پر لوگ کیا کہیں گے کہ پاکستان میں یہ کیا ہو رہا ہے؟ یہ جو وحشی پن ہے یعنی یہ state terrorism کی انتہا ہے کہ گھروں میں گھس جاؤ، ڈنڈے اٹھاؤ، مارو اور پیٹو، خاتون کو کمرے میں بند کر دو۔ یہ کیا طریقہ ہے؟ ان چیزوں سے پاکستان کا وقار بلند ہوتا ہے یا مجروح ہوتا ہے۔ کیا کوئی کہے گا کہ ہم جمہوری کلچر رکھتے ہیں؟ یہ گاڑیاں جلانا، امتیاز عالم بیچارے کا کیا قصور ہے کہ اس کی گاڑی جلا دی گئی۔ اس کو دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ ایم اے کے لودھی صاحب اپنی جگہ پریشان ہیں۔ حسین حقانی الگ بند ہیں۔

اس طرح یہ اخبار والے، وہ نمائندے، دانشور، اصلاح کے لئے قدم اٹھاتے ہیں۔ چلئے میں یہ کہہ دیتا ہوں کہ بی بی سی والا مسئلہ آیا ہے جس میں انہوں نے انٹرویو دیا ہے، یہ cover up ہے۔ یہ جو کہتے ہیں کہ اس نے تقریر انڈیا میں کی ہے وہ بڑی خطرناک ہے۔ یہ تو روز لکھتا ہے "فرنٹیئر ٹائم" میں۔ آپ اٹھائیں روز اس میں اس کی باتیں آتی ہیں تو گزارش یہ ہے کہ آپ cover up کیوں کرتے ہیں؟ اس لئے کہ بی بی سی کا نمائندہ یہاں آیا اور انہوں نے انٹرویو دیا۔ بھئی لوگ انٹرویو میں جو حقیقت ہو گی وہ بیان کریں گے۔

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ آمریت سے بڑی بدبختی اور کوئی نہیں ہو سکتی اس ملک کے چودہ کروڑ عوام کے لئے۔ اس ملک کے عوام کبھی بھی آمریت کو نہیں آنے دیں گے۔ آمریت کو ٹکنے نہیں دیں گے۔ مارشل لاء کو بھی ان لوگوں نے چیلنج کیا ہے۔ یہ غلط فہمی اور

بھول ہے ان کی کہ آپ طاقت کے زور پر ملک کے چودہ کروڑ عوام اور سیاسی پارٹیوں کو غلام بنا لیں گے۔ اس state terrorism کی کسی کو اجازت دی جائے گی۔ سٹیٹ مشینری rule of law کے لئے ہے ' قانون کی بالا دستی کے لئے ہے' پارلیمنٹ کی بالا دستی کے لئے ہے۔ کسی کی آمریت اور سیاسی حکمرانی کے لئے rule of law نہیں ہے۔ یہ کیا تماشا ہے؟ جناب والا! آج ہم حکومت سے معذرت چاہیں گے کہ وہ گول مول باتیں نہ کریں۔

تو جناب والا! آج ہم حکومت سے واضح بیان چاہیں گے' یہ گول مول بات مت کریں۔ ہمیشہ گول مول بات کر کے رسمی سے دو چار لفظ کہہ دیتے ہیں اور ہم چلے جاتے ہیں۔ بھائی یہ پارلیمنٹ ہے ' اس کا احترام کرو اور یہاں صاف گوئی ہونی چاہیے ' یہاں سچائی ہونی چاہیے ' حقیقت پسندی ہونی چاہیے۔ اگر کوئی زیادتی ہو رہی ہے تو اس کا ازالہ ہونا چاہیے تاکہ ہم مطمئن ہوں۔ پریس کی آزادی کے ساتھ ہم سب کا تعلق ہے اور پریس کی آزادی' عدلیہ کی آزادی ہمیں سب سے زیادہ عزیز ہے۔ ملک کے ادارے ہمیں سب سے زیادہ عزیز ہیں اور ان کے لئے ہم اپنی جد و جہد جاری رکھیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ جی۔ خدائے نور صاحب۔

جناب خدائے نور۔ جناب چیئرمین صاحب! شکریہ۔ میں اتنی لمبی چوڑی تقریر نہیں کروں گا۔ جہاں تک آزادی صحافت کی بات ہے تو ہماری پارٹی کی یہ پالیسی تھی اور ہے کہ آزادی صحافت پر اگر کوئی قدغن لگاتا ہے تو ہم اس کی مذمت کرتے ہیں' کرتے رہیں گے۔ چاہے یہ معاملہ CT کا ہو' امتیاز عالم کا ہو یا لودھی کا ہو یہ قابل مذمت ہے۔ یہ نہیں ہونا چاہئے۔ میں تو حیران ہوں کہ ہم حالات سے' تاریخ سے سبق کیوں نہیں سیکھتے' عبرت حاصل کیوں نہیں کرتے۔ آزادی صحافت کا نام لیتے ہوئے تھکتے ہی نہیں لیکن ان کا عمل اس کے بالکل برعکس ہے۔ اسلام اسلام کرتے ہیں ' اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے' نام اسلام کا ہے' اسلام میں آزادی رائے کی جتنی فوقیت ہے شاید ہی کسی مذہب میں ہو۔

جناب چیئرمین! تاریخ ہمارے سامنے ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ' خلیفہ وقت ' امیر المومنین ممبر پر کھڑے ہیں' تقریر کر رہے ہیں' ایک عربی' ایک عام عربی کہتا ہے کہ نعوذ باللہ آپ جھوٹ بول رہے ہیں ' آپ نے امانت میں خیانت کی۔ بات کیا تھی کہ چند چادریں مال

غنیمت میں آئی تھیں - حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک چادر سے کرتا نہیں بن سکتا تھا تو انہوں نے دو چادروں سے کرتا بنا رکھا تھا - اس نے کہا کہ یہ دو چادریں کہاں سے آئیں ، دوسری کہاں سے آئی۔ انہوں نے اس کو نہیں مارا ، انہوں نے اس کو نہیں پیٹا ، انہوں نے اپنے اہلکاروں کو نہیں کہا کہ اس کو پکڑ کر لے جاؤ ، نہیں - انہوں نے اپنے بیٹے کی طرف اشارہ کیا کہ اس کی وضاحت کرو۔ بیٹے نے کہا کہ میں نے اپنے حصے کی چادر اپنے والد کو دی ہے۔ اس نے وضاحت کر دی، اس نے صحیح بات کہی ، صحیح بات کی وضاحت آئی ہے - میں یہ کہوں گا کہ یہ کہتے ہیں کہ آزادی صحافت دوسرا ستون، تیسرا ستون ہے ، بالکل ہے۔ آزادی رائے اگر نہ ہو تو آمریت مسلط ہو جاتی ہے۔ آمریت میں یہ چیزیں نہیں ہوتی ہیں، ان پر قدغن لگایا جاتا ہے لیکن میں حکومت وقت سے دست بستہ گزارش کروں گا اور میں اس بات کو دہراؤں گا کہ تاریخ سے، حالات سے سبق سیکھیں۔ اپنے پیش روؤں کی طرف دیکھیں کہ وہ کہاں ہیں، کدھر ہیں۔ بڑے گھمنڈ میں تھے۔ ہر ایک بڑے گھمنڈ میں تھا ، بڑے مضبوط تھے لیکن وہ کہاں ہیں ، کدھر ہیں۔

تو آپ بھی قدغن نہ لگائیں۔ اگر ان پر کوئی case ہے تو عدالتی کارروائی کے ذریعے ہو اس طرح نہیں کہ ان کو بے سرو سامانی کے عالم میں پکڑیں ، نہ ان کو جوتا ملے ، نہ ان کو عینک ملے اور ان کو کھینچ کر لے جائیں ، بڑے افسوس کی بات ہے۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے time دیا۔ ایسے حالات پر ہماری جمہوری وطن پارٹی شدید مذمت کرتی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی۔ Press تو بیٹھا ہوا ہے۔ حافظ صاحب۔

حافظ فضل محمد ۔ بہت شکریہ جناب عالی! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب عالی! بنیادی بات شخصیات کی نہیں، بنیادی بات اس سوچ کی ہے، اس فکر کی ہے، اس نظریہ کی ہے اور ان میلانات کی ہے جو ہمارے اصحاب اقتدار کے اندر ابھر رہے ہیں اور سامنے آ رہے ہیں۔جناب والا! انہوں نے مختلف اخبارات کے جو لوگ پکڑے ہیں ان میں فرنٹیئر پوسٹ کے آفریدی صاحب ہیں ، ان کو بھی اندر کر دیا ہے ، جہاں تک ہماری معلومات ہیں ، باقاعدہ ایک منصوبے کے تحت اس کی گاڑی میں راتوں رات اپنی خاص ایجنسیوں کے ذریعے کچھ قابل اعتراض قسم کی چیزیں رکھوا دیں اور پھر اس پر چھاپہ مارا اور اس کو پکڑ لیا کہ تم سمگلر ہو - حکومت وقت کے لئے

بہانے بنانا کوئی مشکل کام نہیں ہے ' یہ دائیں ہاتھ کا کھیل ہے ۔ حکومت کے لئے بہانے بنانا بہت ہی آسان کام ہے ۔ وہ جو بھیڑیئے اور بکری کی کہانی مشہور ہے ' اس طرح بہانہ ڈھونڈنا کوئی مشکل بات نہیں ہے ۔ اصل میں یہ سوچ کہ ہر اس شخص کو دباؤ ' ہر اس ادارے کو دباؤ ' ہر اس سیاسی جماعت کو دباؤ ' ہر اس فرد کو دباؤ جو ان کی کمزوریوں ' کرتوتوں اور عیوب کو برسرعام لانے کی کوشش کرے ۔ ان سب کو دباؤ ' پکڑو ' اندر کر دو ' لاٹھی چارج کرو اور ان پرتشدد کے نئے نئے طریقے ایجاد کرو ۔ میرے خیال میں یہ نہ اسلام ہے ' نہ تہذیب ہے ' نہ اخلاق ہے ' نہ جمہوریت ہے ' نہ آئین ہے ' نہ روایت ہے ' کسی چیز میں اس کی اجازت نہیں ۔

جناب والا! کمال تو یہ ہے کہ امن کے نام پر دنیا جہاں میں تشدد ہو رہا ہے اور ہماری حکومت بھی یہی کچھ کر رہی ہے ۔ امن کے نام پر

کشت بہر امن عالم لاغراں را بے حساب

ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کو امن کے نام پر ' حب الوطنی اور پاکستان کی سلامتی کے نام پر دبایا گیا ' ان کے منشا کے خلاف جس نے کچھ کہا یا لکھا وہ پاکستان دشمن ہوگیا ۔ جناب والا! آپ ایک سیاسی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اور آپ کا جس صوبے سے تعلق ہے ' اس پر ' ہم پر کئی بار یہ الزامات لگے ہیں اور ابھی تک لگ رہے ہیں ' ابھی تک ان کے جو خاص ایجنٹ ہیں ' صحافت کا ایک خاص طبقہ جو انہوں نے اندر کر دیا ہے ' وہ یہی لکھتے ہیں کہ فلاں غدار ہے ' فلاں ملک دشمن ہے ' فلاں فلاں ہے ' فلاں فلاں ملک کے ایجنٹ ہیں ' فلاں کے نظریات ہمیں اچھے نہیں لگتے ' فلاں کی حرکات ہمیں اچھی نہیں لگتیں ' فلاں کی فلاں ادا ہمیں اچھی نہیں لگی ' فلاں کے فلاں الفاظ ہمیں اچھے نہیں لگے جو ان کے کباب اور شباب میں کچھ خلل ڈالے ان کی ہر حرکت اور لفظ ان کے لئے ناقابل برداشت ہے ' وہ اس کو گوارا نہیں کر سکتے ۔

جناب والا! ہمیں یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ اگر کسی نے کچھ لکھا ہے ' اس پر یہ الزام ہے کہ اس نے پاکستان کے خلاف یہ بات کہی ہے کہ پاکستان ایک ناکام ریاست ہے ۔ آپ اس سے پوچھیں ' اس کو بلائیں کہ آپ نے کس نکتہ نظر کے حوالے سے یہ بات کی تھی ۔ اگر کوئی یہ بات اس انداز سے کہے کہ پاکستان بنتے وقت پاکستان دو ہی چیزوں کا نام تھا ' ایک پاکستان کا نظریہ اور دوسرا پاکستان کا جغرافیہ ۔ اب آپ مجھے بتائیں کہ پاکستان کا وہ جغرافیہ ہے جو پاکستان بنتے وقت تھا ۔ جناب والا! پاکستان کا وہ نظریہ کہاں ہے جس کے لئے لاکھوں مسلمانوں نے

قربانیاں دیں ۔ ہمارے ملک کے آئین کی خلاف ورزی ہماری حکومت کی سرپرستی میں ہو رہی ہے جو فحاشی ، عریانی اور یہودیت کو یہاں پھیلا رہی ہے ۔ ہمارے ذرائع ابلاغ جس انداز سے آئین کی مختلف شقوں کی خلاف ورزی کر رہے ہیں ، اس طرح یہ خود آئین کی خلاف ورزی نہیں کر رہے ۔ آئین کو پامال کرنا کیا چھوٹا جرم ہے ، بڑا جرم نہیں ہے ۔ وہ خود آئین کو پامال کر رہے ہیں۔ جناب والا! در مراد خویش جوید معنی ام الکتاب۔ ام الکتاب یعنی سورۃ فاتحہ کی تشریح اپنی مرضی کے مطابق کرتے ہیں ۔ اسی کو الحاد کہتے ہیں ، قوانین کو ، آئین کو ، ضوابط اور حب الوطنی کے تمام مسلمہ اصول ان کو صرف اور صرف اس وقت یاد آتے ہیں جب کوئی ان کے خلاف لکھنا شروع کر دے یا بولنا شروع کر دے ۔ پھر وہ دنیا جہاں کا بدترین شخص ہے ، ملک دشمن بھی ہے ، اسلام دشمن بھی ہے اور فلاں دشمن بھی ہے جبکہ وہ سب کچھ خود کر رہے ہیں۔ اب یہ صحافیوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکال رہے ہیں۔ اپنے جو مخصوص پروردہ طبقہ ہے ان کو پورے پریس پر مسلط کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان کے لئے جگہ خالی کر رہے ہیں۔ جس طرح کچھ عرصہ پہلے تمام اداروں سے چھانٹی کر کے تین سال پہلے وہاں پر جتنے لوگ بھرتی ہو گئے تھے سب کو نکال دیا۔ بہانہ یہ بنا دیا کہ خزانہ خالی ہے۔ اب وہاں پر اپنے لوگوں کو بھرتی کرا رہے ہیں۔ اب پھر اپنے لوگوں کے لئے جگہ خالی کرا رہے ہیں جو ان کے قصہ خوان بن جائیں۔ وہی لوگ چند ٹکوں کے لئے ان کے در کے غلام بن جائیں۔

جناب عالی! ہم اصول کی بنیاد پر ان کے اس قسم کے اعمال کے ، اس قسم کی حرکات کی انتہائی مذمت کرتے ہیں۔ ہم کسی بھی صورت اس قسم کے حرکات میں قطعاً ان کا ساتھ نہیں دیں گے۔ اگر واقعی کوئی ملک دشمن ہے تو اس کے خلاف کارروائی کریں۔ جن لوگوں پر یہ ۵۰ سال سے ملک دشمنی کے الزامات لگا رہے تھے۔ جب ان کی ضرورت پڑتی ہے تو ان کے در پر جاتے ہیں۔ تحفے تحائف لے کر ان کو ساتھ ملا لیتے ہیں۔ راتوں رات ان کو حب الوطنی کے سرٹیفکیٹ بھی دیتے ہیں۔ ہمارے ملک میں سب سے زیادہ جو ملک دشمنی میں مشہور و معروف ترین شخص تھا وہ ان کے بقول جی ایم سید تھا لیکن اسی کو ، جو پاکستان کے بہت اعلیٰ ، نمبر ون محب وطن اور اسلام دوست تھا ضیاء الحق صاحب نے اس کو تمغہ دیا۔ جب ان کو ضرورت ہوگئی۔ وہاں PPP کو crush کرنے کے لئے ایک متبادل قوت کو سامنے لانے کے لئے ضرورت پڑ گئی تھی تو اس کو تمغہ دیا۔ بہت بہت شکریہ۔

(اس موقع پہ مغرب کی اذان سنائی دی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: ۱۵ منٹ کے لئے House adjourn کرتے ہیں۔

[The House was adjourned for 15 minutes for Maghrib prayers]

(بعداز نماز مغرب اجلاس کی کارروائی زیرِ صدارت جناب ڈپٹی چیئرمین (میر ہمایوں خان مری) دوبارہ شروع ہوئی۔)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی ڈاکٹر صفدر علی عباسی صاحب۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ جناب میں صرف دو منٹ لوں گا۔ میری چوہدری شجاعت صاحب کے ساتھ اس دن بھی یہ بات ہوئی تھی اور میرے سب دوستوں نے بھی یہ بات کی کہ الزامات اپنی جگہ لیکن ہر انسان جس پہ الزام لگتاہے اس کو ایک قانونی حق حاصل ہے ' اپنے آپ کو defend کرنے کا، اپنے آپ کو ان الزامات کا جواب دینے کا، لیکن بنیادی بات یہ ہے کہ نجم سیٹھی کو ان کے گھر سے بغیرکسی warrant کے اٹھایا گیا ہے ۔ آج دو دن گزر گئے ہیں اور 48 گھنٹے کے بعد بھی ان کو کسی عدالت میں پیش نہیں کیا گیا۔ اس سے پہلے یہی صورتحال حسین حقانی صاحب کے ساتھ ہوئی ۔ یہ بات بھی میں اس دن چوہدری شجاعت صاحب کے نوٹس میں لایا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ آج وہ جواب دیں گے لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ آج موجود نہیں ہیں۔ شاید وہ آج اس ہاؤس کو face نہیں کرنا چاہتے تھے۔لیکن میں آپ کی توجہ صرف ایک چیز کی طرف دلا رہا ہوں اور میں وٹو صاحب سے request کروں گا کہ وہ note لے لیں ۔ جس طرح نجم سیٹھی صاحب کے ساتھ مسئلہ ہوا اسی طرح حسین حقانی صاحب 4 مئی کی رات کو گرفتار ہوئے اور آج تک ان کا officially کوئی پتہ نہیں ہے ۔ لیکن ہم نے اپنے un-official ذرائع سے کچھ خبر حاصل کی ہے اور un-official ذرائع سے جو خبر ملی ہے اس کے مطابق آج ہمیں بتایا گیا ہے کہ گرفتاری کے تین دن بعد ' تین دن وہ کہاں رہے ہیں ' کس کی custody میں رہے ہیں ' کچھ پتہ نہیں ' لیکن سات تاریخ کو ان کا ایک کیس میں ریمانڈ لیا گیا ' ہماری یہ un-official خبر ہے ' official خبر کیا ہے وہ وٹو صاحب بتا سکیں گے ' un-official خبر یہ ہے

کہ ان کا ریمانڈ لیا گیا اور علاقے کا مجسٹریٹ جو ریمانڈ دینے کا مجاز ہے ، جو علاقہ مجسٹریٹ تھا اس نے ریمانڈ میں لکھا ، وہ لکھتا ہے 7.5.99 یعنی جمعہ کو present I.O. accused in custody, that FIA speaks detention of the accused in the above mentioned case, the application is allowed and the detention of the accused is authorised for six days. یعنی یہ سات تاریخ کو authorise کر رہا ہے previous detention. He be produced before the Court on 13.5.99. At this moment, the accused stated that he was kidnapped earlier by un-known persons and was manhandled. یہ علاقہ مجسٹریٹ اپنی طرف سے لکھ رہا ہے کہ he has also suffered some bruises, which appears that the accused had been treated in a very rash manner, so, the question is, I believe, simple بات کہ ایک شخص جو کہ اس ملک کا eminent journalist ہے ، اس کو آپ اٹھاتے ہیں ، جو former Secretary رہ چکا ہے ، جس نے بہت ساری positions enjoy کی ہیں اور میاں نواز شریف کے لئے بھی اس نے بڑا کام کیا ہے ، اس کو آپ اٹھاتے ہیں اور اس کو آپ اس انداز میں manhandle کرتے ہیں کہ آج تک اس کے کسی گھر والے کو اس سے ملنے نہیں دیا گیا - اس کا بھائی جو آرمی میں کرنل ہے وہ تلاش کرتا پھر رہا ہے کہ وہ کدھر ہے ، اس کا کوئی پتہ نہیں ہے لیکن جو یہ ریکارڈ ہے جو آج مجھے انوکھے ذرائع سے ملا ہے ، اس کے مطابق تین دن وہ کسی ایجنسی کے قبضے میں رہا ہے - اس ایجنسی نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے یہ علاقے کا مجسٹریٹ صاف لکھتا ہے کہ he was manhandled. تو اگر آپ اس طرح eminent لوگوں کے ساتھ ، جرنلسٹ کے ساتھ ، ایک آدمی کے ساتھ جو کسی پارٹی کا سربراہ ہے ، آپ لوگ یہ سلوک کرتے ہیں تو جناب اس سے بڑی قطائیت اور کیا ہو گی -

تو میری آپ سے request یہ ہے ، میں وزیر صاحب سے specific request کروں گا کہ آپ نجم سیٹھی کے بارے میں specific بیان دیں کہ اگر وہ arrested ہے تو کیوں arrested ہے اور اگر وہ arrested ہے تو اس کو ابھی تک کیوں کسی مجسٹریٹ کے سامنے پیش نہیں کیا گیا - کیا ایسی بات ہے کہ جس کی وجہ سے آپ ایک بندے کو اٹھا کر لے جاتے ہیں اور اس کا ہمیں کوئی پتہ ہی نہیں لگتا - جناب گسٹاپو اور ہٹلر کے زمانے میں یہ باتیں ہوتی تھیں - پاکستان کی موجودہ تاریخ میں اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی - ہوسکتا ہے ضیاء الحق کے وقت میں ہوتی ہو ،

اس سے پہلے کبھی ہوتی ہو ، لیکن جب سے جمہوری set up ملک میں آیا ہے اس وقت سے یہ بات نہیں ہوئی کہ آپ کسی بندے کو بغیر جانے ، بغیر وارنٹ کے اٹھائیں اور اس کا کوئی پتہ نہ چلے ۔ تو میری ان سے یہ request ہے کہ یہ specific بیان دیں حسین حقانی اور نجم سیٹھی کے حوالے سے کہ اس وقت ان کی کیا پوزیشن ہے اور اس وقت حکومت ان کے ساتھ کیا سلوک کر رہی ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی ویسے میں نے یہاں پر جتنے Party Leader صاحبان تھے ان کو میں نے دس دس منٹ دیئے ۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس طرح carry on تو ہو مجھے اعتراض نہیں ہے ۔

جناب جہانگیر بدر۔ میں بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں جناب۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ یہاں یہ چیز ہے کہ پارٹی لیڈروں کو میں نے دس ، دس منٹ دیئے ہیں

جناب جہانگیر بدر۔ جناب چیئرمین ! یہ بہت اہم مسئلہ ہے اس پر دو منٹ مجھے بات کرنے دیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ ہاں مسئلہ تو ہے ۔سب نے بات کی ہے سب پارٹی لیڈرز نے کی ہے ۔

جناب جہانگیر بدر۔ جناب سب نے اپنے اپنے انداز کے مطابق بات کی ہے کئی ایسی باتیں ہیں جو یہاں نہیں آئیں ۔ اپنا اپنا مشاہدہ ہے اس کے مطابق بات کی ہے ہوسکتا ہے میں کوئی ایسی بات کرنی چاہتا ہوں جو ابھی تک اس ہاؤس میں نہ ہوئی ہو ۔ آپ وہ سن لیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی آپ سنا دیں ۔

جناب جہانگیر بدر۔ جی میں سنا دیتا ہوں ۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب والا! آج private members day ہے اور ایجنڈے پر bills ہیں' resolutions بھی ہیں' ان سب کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔

جناب جہانگیر بدر۔ جناب والا! میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہ رہا ہوں' اگر آپ اجازت

دے دیں تو سن لیں ۔ جناب چیئرمین! میں کل عوامی اتحاد کے جلسے میں تھا ۔ جب وہاں پر میں اپنے خیالات پیش کر رہا تھا ' وہاں پر کوئی دو سو کے قریب نوجوان تھے ۔ وہ بہت جوشیلے نعرے لگاتے ہوئے آئے ۔ پہلے تو مجھے پتا نہیں چلا کہ کس قسم کے نعرے ہیں۔ جب وہ میرے قریب آئے تو وہ نعرے لگا رہے تھے ' توڑ دو ' توڑ دو ' پاکستان توڑ دو۔ جناب میں بہت پریشان ہوا۔ میں ہاؤس میں یہ بات اس لئے کر رہا ہوں کہ یہ واقعہ ملک میں پہلی دفعہ پیش نہیں آیا کہ لوگ frustrate ہو کر اس قسم کی باتوں تک چلے گئے ہیں۔ پہلے جب مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بنا تو اس وقت بھی یہ صورت حال تھی ۔ اس وقت بھی fundamental rights کو غصب کیا گیا تھا۔ میں نے ان نوجوانوں کو کہا کہ یہ ملک نواز شریف کے باپ دادے کی جاگیر نہیں ' نہ ہی وہ پنجاب کے غریب لوگوں ' مزدوروں اوردانشوروں کا نمائندہ ہے۔ یہ تو جعلی mandate کا وزیر اعظم ہے ۔ اس کا الزام تمام پنجاب پر نہیں آنا چاہیئے۔

ان کا خیال ہے کہ شور ڈال کر اور ہمت کے ذریعے fundamental rights کو غصب کرلیں گے؟ جناب دنیا میں ایسا کوئی آئین نہیں جس پر fundamental rights کا وجود نہ ہو اور اگر fundamental rights سے freedom of expression کو نکال دیا جائے تو اس آئین کا کوئی فائدہ نہیں اور اس کی duty ختم ہو جاتی ہے ۔ Fundamental rights میں freedom of expression اس کی روح ہے۔ جناب یہ آئین کی روح کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ اگر اس نے وہاں پر ملک کے اندرونی معاملات کے متعلق کوئی بات کر دی تھی کہ یہاں پر ظلم و زیادتی ہے ' بلا کر کہہ دیا جاتا ہے کہ باہر بات نہ کرو۔ اس معاملے کو کورٹ میں لے جاتے لیکن اس کا یہ مطلب ہے کہ یہ ایٹم بم چلائیں' دھماکہ کریں اور "یوم تکبیر" قرار دیں لیکن اسی دن انہوں نے fundamental rights ختم کر دیئے تھے۔ یہ اس ملک کی تاریخ کے دشمن ہیں ۔ یہ فیڈریشن کی یونٹی کے دشمن ہیں ۔ یہ fundamental rights اور لوگوں کی آزادیوں کو سلب کر کے پاکستان کو خطرے کی طرف دھکیل رہے ہیں۔

جناب! جو بات آج ہاؤس میں کی جا رہی ہے اس کو دبانا نہیں چاہیے۔ میں یہ بات اس لئے ریکارڈ پر لانا چاہ رہا ہوں کہ جب یحیٰی خان کا دور تھا تو پاکستان کا ایک لیڈر ،جس کا تعلق مشرقی پاکستان سے تھا جس کا نام مطیع الرحمن تھا۔ مطیع الرحمن نے یہاں پر جلسے میں آ کر کہا کہ یحیٰی خان جو حشر مشرقی پاکستان میں کر رہا ہے اور جس طرح وہاں بنیادی حقوق کو ختم کیا جا رہا

ہے' یہ جدائی کی طرف جا رہے ہیں ۔ ہم خطرے کی طرف جا رہے ہیں ۔ جناب والا ! اس کو بغاوت کے الزام میں گرفتار کر کے فیصل آباد جیل میں بند کر دیا گیا تھا ' جس کے نتیجے میں پھر ملک ٹوٹا۔ ابھی وقت ہے' ہم ملک بچا سکتے ہیں ۔ ابھی وقت ہے ہم federation بچا سکتے ہیں ۔ ابھی وقت ہے کہ حکمرانوں کو عقل کے ناخن لینے چاہئیں لیکن جناب والا ! پتا نہیں ان کے ذہن میں یہ بات نہیں ہے کہ وہ ایک شخصی حکومت کی طرف جا رہے ہیں۔ جانا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے' یہاں کے لوگ آمریت کے خلاف جد وجہد کرتے آئے ہیں ۔ آمریت کے خلاف دنیا کے ہر ملک میں جد و جہد ہوئی ہے اور پھر آخری فتح عوام کی ہوئی ہے ۔ اب بھی آخری فتح عوام کی ہو گی ۔ بڑی مہربانی شکریہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا ' بہت ساری باتیں رہ گئی ہیں پھر کبھی انشاء اللہ کریں گے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی حبیب جالب بلوچ صاحب۔

جناب حبیب جالب بلوچ : آج پھر ہم یہاں آزادی صحافت کے بارے میں one man rule کے خلاف بولنے کھڑے ہوئے ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ یہ limited democracy یا مقید جمہوریت جو ہمیں ملی ہے' جس کے ذریعے ہم چاہ رہے ہیں کہ اس ملک کے اندر parliamentary supremacy قائم کرسکیں' democracy کو پروان چڑھا سکیں' democratic institutions اور democratic culture کو تقویت دے سکیں اور democratic culture کا سب سے بڑا خاصہ یہ ہے کہ وہ morally, politically اور generally اپنے impacts نہ تنہا عام آدمی پر ڈالتی ہے بلکہ خود حکمرانی کے انداز کو بدلنے میں اہم role ادا کرتی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے جب سے یہ ملک بنا colonial administrative system ختم نہیں ہوا۔ ملک کے اہم political, even economic اہم فیصلے بھی colonial type bureaucratic structure کر رہی ہے ۔ Bureaucratic mafia اس حد تک حاوی ہوگئی ہے کہ پارلیمنٹ کے ہوتے ہوئے' ایک elected government کے ہوتے ہوئے وہ ایسی guideline جاری کرتی ہے جو خود اس elected government کے شایان شان ہو نہیں سکتی' کیونکہ وہ خود پارلیمنٹ کے خلاف جاتی ہے۔ Democracy دراصل نچوڑ ہوتی ہے' by-product ہوتی ہے controversies کا of the opinion۔

مختلف افکار اور نظریات کے ٹکراؤ کے نتیجے میں democracy پروان چڑھ سکتی ہے۔ لیکن یہاں یہ تصور کیا جاتا ہے کہ جو حکمران ہوتے ہیں صرف ان کے نظریات، افکار، ذرائع ابلاغ پر آئیں، ٹیلی ویژن ہو، ریڈیو ہو، پریس ہو ان کے مفادات کی، ان کے طبقات کے مفادات کی اور ان کے vested interests کی ترجمانی کرے۔ یہ وہ رویہ ہے جو الگ کرتا ہے ایک democratic minded آدمی کو dictatorship سے۔ یعنی dictatorship کی طرف اسے لے جاتی ہے۔ یہ وہ رویہ ہے جو حکمرانوں کو ، ایک جمہوری حکمران کو ایک dictator بنانے کی طرف بڑھا دیتی ہے اور جب controversy of democracy کو ملک کے اندر برداشت نہیں کیا جاتا تو اس کے معنی یہ لئے جاتے ہیں کہ اس ملک کے اندر 97% پسے ہوئے، کچلے ہوئے طبقات جنہیں general masses کہا جاتا ہے، ان کے point of view کو، ان کے خیالات کو، ان کے افکار کو، ان کے مقاصد کو، ذرائع ابلاغ کے اندر گنجائش نہیں دی جاتی۔ جب یہ گنجائش limited ہوجاتی ہے تو وہاں سے ہی one man rule شروع ہوجاتا ہے جسے absolutism کہا جاتا ہے اور اس absolutism پر اگر کوئی check and balance نہ ہو، آج ہم پارلیمنٹ کے اندر اس لئے کھڑے ہیں کہ ہم اس absolutism کے سامنے کھڑے ہوجائیں، رکاوٹ بن جائیں اور اس کو discourage کریں اور اس کے جتنے بھی ابھرنے والے tentacles ہیں انہیں کاٹ دیں۔ لیکن اگر ہم ایسا نہیں کریں گے تو یہ ملک، یہ حکمرانی totalitarianism کی طرف بڑھ جائے گی اور یہ totalitarian regime آج بن گئی ہے۔ یہ پہلی مرتبہ نہیں ہے کہ ہم پریس کی آزادی کی بات کر رہے ہیں۔ پریس پر قدغن لگانا کسی بھی نام سے، کسی بھی حوالے سے، کسی بھی بہانے سے پریس کو اپنے پاؤں تلے روندنے کی کوشش کرنا دراصل democratic attitude نہیں ہے، دراصل یہ مارشل لاء کی باقیات ہے، دراصل یہ خود اطاعت mentality ہے جو اس ملک کے اندر دھیرے دھیرے وقتاً فوقتاً نافذ ہوتی رہی ہے۔ کیونکہ یہ خود اطاعت mentality پاکستان کے اندر democracy کو کھانے کی طرف بڑھی ہے اور یہاں democratic institutions کو کبھی بھی پروان چڑھنے نہیں دیا گیا۔ یہ سوچنے کی بات ہے، یہ اس لئے نہیں کہ مخالفت برائے مخالفت کی جاتی ہے اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے۔ میں اس کے legal پہلو کی طرف نہیں جا رہا ہوں کہ نجم سیٹھی کو اگر کسی کیس میں ملوث کیا جاتا تو اس کا بھی اپنا طریقہ کار ہے۔ Detention میں 24 گھنٹوں سے زیادہ نہیں رکھا جاسکتا ہے۔ Cognizance, cognizible offences or non-cognizible

offences میں وارنٹ ہوتے ہیں اور ان میں بھی چادر اور چار دیواری کا خیال رکھا جاتا ہے اور مجسٹریٹ کی موجودگی لازمی شرط ہوتی ہے جس میں search warrants لئے جاتے ہیں کسی گھر کی تلاشی لینے کے لئے۔

بہرحال کوئی بھی کیس ہو، لیکن سوال یہ ہے کہ دیکھنے میں یہ آ رہا ہے اور جتنے بھی واقعات ہمارے سامنے آ رہے ہیں اس میں صحافی برادران کو ٹارگٹ کیا جاتا ہے۔ پہلے "جنگ" گروپ کو ٹارگٹ کیا گیا اور یہ کہا گیا کہ taxes کا مسئلہ ہے لیکن وہ مسئلہ ایسے ختم ہوا جیسے غبارہ میں سے ہوا نکل گئی۔ وہ ٹیکس ہی غائب ہوگیا، جنہوں نے بڑا ہوا کھڑا کر دیا تھا کہ یہ مسئلہ ہے، وہ مسئلہ ہے لیکن میں نے دیکھا کہ جیسے غبارے میں سے ہوا نکل گئی ہو۔ یہ جو صحافی حضرات کو ٹارگٹ کیا جاتا ہے یہ نہیں کہ صرف صحافیوں کو بلکہ پولیٹیکل سیکشن کو بھی ٹارگٹ کے لئے نت نئے قوانین لائے جاتے ہیں۔ آپ نے دیکھا، میں نے خود نواز شریف کو کہا کہ پارلیمنٹ کی supremacy کے لئے ضروری ہے کہ لٹکتی ہوئی تلوار کو پہلے ختم کیا جائے۔ اس نے پوچھا کہ وہ کون سی تلوار ہے؟ میں نے کہا کہ 58(2)(B) ہے۔ جب ہم 58 (2)(B) کو formulation دے رہے تھے تو میں نے یہ بھی اس میں کہا تھا کہ اس میں پرائم منسٹر کے اختیارات کو بھی محدود کر دیا جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ disbalance ہوجائے۔ یہ جب ایک طرف 58(2)(B) کے خاتمے کی بات کرتے ہیں تو ہم پارلیمنٹ کی supremacy کی بات کرتے ہیں۔ جب پارلیمنٹ کی supremacy کی بات ہوتی ہے تو وہاں one man rule نہیں چل سکتا۔ claimed regime نہیں چل سکتی۔ یہ claimed regime ہے۔ ایک خاندانی regime کی طرف اس کو بڑھایا جا رہا ہے۔ یہ جمہوریت میں within party, one party rule بھی نہیں ہے۔ پارٹی سے بھی اختیارات کو مزید چھین کر ایک بندے یا ایک خاندان کے حوالے کیا جا رہا ہے۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ within party democracy نہیں دے سکتے۔ اظہار خیال کا ایک طرف defection clause لایا گیا ہے جناب کہ ہم floor crossing کا خاتمہ کر دیں گے۔ کرپشن کا خاتمہ ہوگا۔ دوسری طرف اگر ایک صحافی اٹھ کر کرپشن کو ٹارگٹ کرتا ہے اور اس کے تمام چھپے ہوئے کونوں پر لائٹ ڈالتا ہے اور حکومت کے تمام کالے کرتوتوں کی نشاندہی کرتا ہے تو اس کو پولیس terror کے ذریعے ہراساں کیوں کیا جاتا ہے؟ بنیادی بات یہ ہے کہ یہاں آئین کی وہ تمام شقیں، جن کا پہلے بھی ہم لوگوں نے ذکر کیا ان تمام کا fundamental rights سے

تعلق ہے۔ یہ تو total fundamental rights کی violence ہے۔ اس حوالے سے ہماری پارٹی، بلوچستان نیشنل پارٹی ، صحافت کی آزادی پر قدغن کسی بھی نام سے، کسی بھی شکل سے، کسی بھی حوالے سے 'برداشت نہیں کریگی۔ قدغن کی کوئی بھی کوشش ہو ہم اسے جمہوریت، جمہوری اداروں ، جمہوری کلچرل اور پارلیمنٹ کے خلاف تصور کرتے ہیں اور اس کی مذمت کرتے ہیں۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ، جی یسٰین وٹو صاحب۔

میاں محمد یسٰین خان وٹو ، جناب چیئرمین! ہمارے فاضل دوستوں نے اس طرف سے جن خیالات کا اور جن جذبات کا اظہار کیا ہے' ان کی ہمیں بڑی قدر ہے ۔ ایک بات جس کی طرف چوہدری انور بھنڈر صاحب نے بھی ابھی توجہ مبذول کروائی تھی' اس کے بارے میں بھی میں تھوڑی سی بات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اب دقت یہی ہے کہ وہ خود تو چاہتے ہیں کہ آزادی تحریرو تقریر ہو' لیکن دوسرے کو وہ آزادی نہیں دیتے۔ میں استدعا کروں گا کہ آپ میری بات سنیں۔

(مداخلت)

میاں محمد یسٰین خان وٹو ، وہ ان کے تابع ہیں اور کہتے ہیں کہ نہیں' دوسروں کو بولنے کا حق نہیں ہے' انہیں بولنے کا حق ہے۔ جناب میں ایک تو عرض یہ کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ، میری آپ لوگوں سے درخواست ہے کہ پلیز ذرا خاموش رہیں۔

میاں محمد یسٰین خان وٹو ، جناب چیئرمین! جہاں بھی جمہوری ادارے ہیں ' وہاں جمہوری اداروں نے اپنے وقت کی تقسیم کے لئے اور زیادہ سے زیادہ موثر کام کرنے کے لئے رولز اور قوانین بنائے ہوئے ہیں ۔ہم نے بھی رولز بنائے ہوئے ہیں اور رولز میں ہر ایک چیز مہیا کی گئی ہے کہ اگر آپ کوئی فوری مسئلہ اٹھانا چاہتے ہیں تو وہ کس طرح اٹھایا جائے۔ ضروری مسئلہ کس طرح اٹھایا جائے ۔ قرارداد کس طرح لائی جائے ' calling attention کس طرح لایا جائے ' privilege motion کس طرح لایا جائے۔ قانون سازی کس طرح کی جائے۔ اس کے لئے جناب والا! قانون میں بڑے واضح طور پر رولز موجود ہیں لیکن بڑے افسوس کی بات یہ ہے کہ یہاں ہر چیز

کے اظہار کا ہر دوسرا طریقہ استعمال کیا جاتا ہے ماسوائے رولز پر عمل کرنے کے ۔ جس کا نتیجہ جناب والا! دو طریقے سے نکلتا ہے۔ ایک تو وہ ہے جس کا پوائنٹ آف آرڈر پر ایک صاحب نے ذکر کر دیا ہے' اس پوائنٹ آف آرڈر پر ہی بحث شروع ہو جاتی ہے۔ رول کہتے ہیں کہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ میں ایک اور عرض کروں کہ جو معاملہ subjudice ہو' تمام دنیا کی جتنی بھی پارلیمنٹ ہیں'

(مداخلت)

میاں محمد یٰسین خان وٹو: جناب والا! عدالتوں کے بارے میں تضحیک آمیز رویہ نا درست ہے۔ اگر کوئی مسئلہ عدالت کے سامنے ہے۔ اس عدالت کو پورا حق ہے اس کے بارے میں-----

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب please بیٹھ جائیے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: جناب والا! ان دوستوں کو خود یہ سوچنا چاہیے کہ وہ ساری باتیں کرنے کے بعد جواب سننے کا حوصلہ ہی نہیں رکھتے۔ اتنی تنگ نظری ہے اور جمہوریت کی بات کرتے ہیں۔ تحریر اور تقریر کی آزادی کی بات کرتے ہیں اور خود اپنی بات تو کرتے ہیں دوسرے کی بات نہیں سنتے۔ یہ کس لحاظ سے جائز ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ہمارے rules کے مطابق' میں آپ کی توجہ Rule 200 کی طرف اور sub-rule (3) کی طرف دلاتا ہوں-----

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: میری آپ لوگوں سے درخواست ہے کہ اگر یہاں پر پھر شور ہوا تو میں اپنی رولنگ دوں گا کہ آپ کام کرنے دیں ورنہ ہاؤس کو adjourn کر دوں گا۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: جناب میں نجم سیٹھی صاحب کے بارے میں بات کر رہا ہوں کہ جس فاضل دوست نے ان کا مسئلہ اٹھایا ہے۔ انھوں نے خود ارشاد فرمایا ہے کہ ان کے بارے میں ہائی کورٹ میں رٹ دائر کی جا چکی ہے اور رٹ ہائی کورٹ میں pending ہے۔ میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ بجائے اس بات کے کہ وہ ہمارے دوست یہاں اس ایوان میں دلائل دیں جو اس ایوان میں دینے سے ہائی کورٹ کی بات پر اثر انداز ہونے والے دلائل ہیں۔ آپ جائیے وہاں

دلائل دیجیئے اور وہاں ہائی کورٹ کو convince کیجئے کہ فلاں چیز غلط ہوئی ہے ۔ اس کو درست کیا جائے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں عرض کرتا ہوں کہ please بیٹھ جائیں۔

میاں محمد یسین خان وٹو: جناب اس طرح نہ جمہوریت چل سکتی ہے نہ یہ ایوان چل سکتا ہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: میں نے دو دفعہ request کی ہے۔ تیسری دفعہ اگر ایسا ہوا تو میں اس ہاؤس کو adjourn کروں گا۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: جناب والا! اس طرف بیٹھے ہوئے ہمارے دوستوں کی کمزوری یہ ہے کہ اگر عدالت حکومت کے خلاف فیصلہ کرے تو وہ کہتے ہیں کہ درست فیصلہ ہے۔ اگر ان کے حق میں ہو تو کہتے ہیں کہ درست فیصلہ ہے۔ اگر ان کے خلاف فیصلہ ہو تو وہ عدالتوں کے احترام کو بھی نظر انداز کرتے ہیں۔ یہ بات ہمارے آئین کے خلاف ہے۔ ہمارے اس حلف کے خلاف ہے جو ہم نے اس آئین کے تحفظ کے لئے اٹھایا ہوا ہے۔ عدالت کا معاملہ عدالت میں اور یہاں کا معاملہ یہاں۔ اس فرق کو آپ کو اپنانا پڑے گا۔ قانونی طور پر جو مسئلہ بھی کسی عدالت میں sub-judice ہو اس کے بارے میں یہاں تقریر نہیں ہونی چاہیئے----

(at.7.59 p.m. جناب خدائے نور نے کرسی صدارت سنبھالی)

میاں محمد یٰسین خان وٹو: یہاں اعتراضات نہیں ہونے چاہییں۔ کیونکہ عدالت میں آپ کو دلائل دینے کا پورا حق ہے۔ اگر حکومت نے کوئی غلطی کی ہے۔ اگر کسی ادارے نے غلطی کی ہے۔ عدالت میں اس کے بارے میں سوال اٹھایا جا سکتا ہے۔ اب جناب والا!-----

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بات سن لیں جناب۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: اصل میں ان کا مقصد ہی یہ ہے کہ بات کہیں سے

چلئے، انہوں نے اعتراض وزیراعظم پر کرنا ہوتا ہے، انہوں نے اس حکومت پر اعتراض کرنا ہوتا ہے۔ وہ مسئلہ زیرغور ہو، وہ ایشو ہو یا نہ ہو، انہوں نے وہی اعتراضات دہرانے ہوتے ہیں جو روز وہ دہراتے ہیں۔ میں عرض کروں گا کہ اس حیثیت سے ----

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی اقبال حیدر صاحب، ڈاکٹر صاحب بات سن لیں، بات ان کی سن لیں، آپ تشریف رکھیں، ان کی بات تو پہلے سن لیں، آپ کو بھی وقت دیا جائے گا۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: جناب چیئرمین! آپ بھی ذرا انصاف فرمائیں اور وہ خود بھی انصاف فرمائیں کہ وہ خود کہنے کا حق مانگتے ہیں، سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ میں نے ابھی بات شروع نہیں کی ہے----

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: ڈاکٹر صاحب! تشریف رکھیں ناں، وہ بول رہے ہیں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: جناب چیئرمین! میں نے جو تقریر کرنی ہے، میں نے جو بات سنانی ہے، وہ اپنی مرضی سے سنانی ہے، انہوں نے اپنی مرضی سے سنائی ہے۔ وہ اپنی مرضی کر چکے ہیں، اب میری مرضی کے لئے حوصلہ پیدا کریں۔

پہلی بات تو میں یہ عرض کروں گا کہ جناب والا! انہوں نے جتنے اعتراضات وزیراعظم پر اور دوسرے لوگوں پر کئے، موجودہ وزیراعظم نے پاکستان کو اللہ کے فضل و کرم سے اتنا سربلند کیا ہے کہ اسے دنیا کی ساتویں ایٹمی طاقت بنا دیا ہے۔ اب آپ دیکھئے بین الاقوامی طور پر پاکستان کی بات کو کس احترام سے سنا جاتا ہے اور ان کے زمانے میں کس احترام سے سنا جاتا تھا۔ پاکستان کے دفاع کو وزیراعظم نے اتنا مکمل کر دیا ہے کہ خدا کے فضل و کرم سے آپ کے دشمنوں کو آپ کی طرف بری آنکھ سے دیکھنے کی جرات نہیں ہے۔ پھر جناب والا! اقتصادی میدان میں بھی، میاں نواز شریف اور ان کی حکومت نے پاکستان کو ان ساری مشکلات سے نکالا ہے، جن مشکلات میں آپ نے اس ملک کو ڈالا تھا۔ اب میں یہ عرض کروں کہ میں سمجھتا ہوں کہ technically تو اس بات کا جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ نجم سیٹھی صاحب کے بارے میں

مسئلہ زیر غور ہے، ہائی کورٹ میں ہے ' subjudice ہے اور جو کچھ ہونا ہے' ان کے بارے میں جو بھی فیصلہ ہونا ہے وہ عدالت میں ہونا ہے۔ لیکن آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے ' اگر آپ کو اتنی بیقراری ہے' اگرچہ وزیر داخلہ یہاں موجود نہیں ہیں' لیکن انہوں نے جو مجھے نوٹ بھجوایا ہے' میں آپ کی اجازت سے ان کے سامنے پڑھ دینا چاہتا ہوں۔

Mr. Chairman," Mr. Najam Sethi, Editor, "Friday Times" has been taken into custody for interrogation by the Law enforcement agencies", said a spokesman of the Federal Government here today.

یہ وزارت داخلہ کی رپورٹ آئی ہے۔ اب یہ سارا سن لیجئے۔ اگر نجم سیٹھی کی بات کرتے ہوئے' میں آپ کی دوسری باتوں کا جواب دیتا ہوں تو آپ کو اس پر اعتراض ہے' نجم سیٹھی کی بات کرتا ہوں تو اس پر اعتراض ہے' میں کہتا ہوں کہ ان میں عظیم parliamentarian بیٹھے ہیں' کون انصاف کرے گا۔

The spokesman said, Najam Sethi's recent statement in India was very damaging for the image of Pakistan and not expected from a journalist of his calibre. It is unexpected that he would deliver such a derogatory speech about his own country unless there is a nefarious motive behind it. He has been trying to endanger the sovereignty of Pakistan and has been condemning the creation of Pakistan.

ملاحظہ فرمایئے جناب He has been condemning the creation of Pakistan. ہم آزادی صحافت کے زبردست حامی ہیں لیکن پاکستان کے ساتھ دشمنی کی جائے' اس کی اجازت کوئی حکومت نہیں دے سکتی۔

It is suspected that the journalist has some nexus/ connection with RAW. He has projected a dismal picture of Pakistan on their behest to create dispondency and doubts in the minds of Pakistanis. To unearth such links, it was considered imperative to investigate him in the matters of national security. Consequently, InterServices Intellegence Agency (ISI) has taken him into custody.

It may be recalled that Pakistan's High Commissioner in India, Mr. Ashraf Jehangir Qazi had sent a detailed report to the concerned quarters in Pakistan about Najam Sethi's diatribe against Pakistan. The spokesman said, the High Commissioner said in his report and I quote,

"My own view is that Najam Sethi's attempts to pose as a heroic liberal fighting against corruption and tyranny by portraying his country as an irrational, contradictory, corrupt, unstable and dangerous entity-and that too in India of all places!- is an act of contempt against Pakistan amounting to the most contemptible treachery". " The people of Pakistan including the readership of the 'Friday Times' need to know about the poisonous sentiments Sethi has been expressing about Pakistan in India".

Giving details of Najam Sethi's address to the Indian audience, Pakistan High Commissioner in his Report said, again I quote,

"Sethi claimed Pakistan did not know what it stood for. Was it Jinnah's Pakistan or Iqbal's Pakistan? It did not know whether it was an Islamic fundamentalist or modern state. It did not know what was its relationship to the sub-continent and whether it was Arab or Persian or Central Asian or Afghan etc. It was, in short a confused state".

"Sethi claimed that law and order was non-existent. There was Mafia's rule and violence including "terrorism" and the political system was compeletely corrupt and disfunctional."

" Sethi proclaimed the economy bankrupt and that but for emergency international assistance, the country would have gone into default".

" Sethi alleged Pakistan was totally isolated and its foreign policy did not represent State interests. He pronounced Pakistan as insecure and" obsessed

with India" and merely complained that India done" an injustice to Pakistan" by denying it "an honourable settlement" on Kashmir".

" Domestically, Sethi said, civic society has totally collapsed and various extremist and fundamentalist groups, including "terrorist groups" had completely taken over from the State. Corruption, hypocrisy, violence and indifference ruled the day."

In submission, Sethi announced that Pakistan instead of being a "national-state" had become a "state-nation" suggesting its artificiality i.e. something that is no longer represented the interests of its people. He then proceeded to suggest a series of solutions to Pakistan's crises in the most sketchy, rhetorical and meaningless terms, and finally concluded that there was no hope of finding anyone who could implement any of his solutions to save Pakistan from itself. In other words, this "eminent, liberal scholar" from Pakistan was telling an elite Indian audience that Pakistan was all but a lost cause.

"In this vein, Sethi also alleged that Pakistan had become an "unstable nuclear state" and that unless there was a Kashmir settlement, Pakistan was capable of doing anything. He used this condemnation of his country as an argument for India to consider "an honourable solution" to the problem.

" On this note, Sethi concluded his lecture, claiming to have spoken with patriotic fervour (what is patriotic fervour?) and that he did not care whether he was inside or outside Pakistan because he had the courage to say the same thing to the GHQ in Pakistan.

The High Commissioner in his report said.

" Sethi's pathetic and treacherous condemnation of his own country, was music to his audience's ears. Sethi was not just criticising the government

(which would have been his democratic right but utterly inappropriate in India anyway) Sethi was actually presenting an analysis of Pakistan that withoutexplicitly saying so effectively suggested to his enraptured Indian audience that they were right to hold the belief that Pakistan should never have been created in the first place.

" Even Gujral was greatly embarrassed by the disgusting "mea culpa" of Najam Sethi.

(مداخلت)

غیروں کو شرم آ رہی ہے' اپنوں کو نہیں آ رہی۔

As a former Prime Minister , who had initiated the resumption of dialogue with our Pakistan Prime Minister , he immediately distanced himself from the provocative nonsense of Sethi. Gujral said he did not agree with Sethi's use of the word "crisis", when talking about Pakistan. He would, instead, prefer the word " difficulties" which were faced by other developing countries in transition from traditional to modern societies including India.

" Mani Shankar Aiyar, former diplomat and currently a senior Congress leader, pointedly asked Sethi , how , in view of his utterly negative description of his own country , did he expect the Kashmiris to want to join Pakistan?" , the High Commissioner in his report said.

In view of the seriousness of the charge, the law enforcing agencies have started interrogation of Najam Sethi. And I conclude this.

تو جناب والا! اس کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

(مداخلت)

Mr. Presiding Officer: Thank you, thank you

جناب! اجمل صاحب۔ بھائی conclude ہو گیا تو اس کے بعد پھر آپ کو اس بارے میں کیا

موقع دیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ اجمل صاحب بولیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ جناب صدر نشین! کچھ کہنے سے پہلے ذرا ایک لطیفہ سناؤں۔ ہم آج تک فضل، فضل ربیؒ، فضل خدا، فضل الٰہی کے بارے میں ایک فقرہ سنا کرتے تھے کہ ھذا من فضل ربی۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر۔ فضل ربی۔

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ وہ یہ ہوتا تھا کہ جتنا کوئی بداعمالی، بدعنوانی کرے، ممکن ہے کہ اکثر ایسا نہ ہو لیکن پھر بھی اکثر دیکھا گیا ہے کہ اس پر لکھ لیتے ہیں "ھذا من فضل ربی"۔ آج آپ نے بتایا کہ نواز شریف جو کچھ کر رہا ہے یہ فضل ربی ہے۔

میاں محمد یسٰین خان وٹو۔ میں نے یہ لفظ استعمال بھی نہیں کیا۔

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ خدا کے فضل سے، آپ نے کہا کہ خدا کے فضل سے یعنی یہ جو کچھ ہو رہا ہے، جان سوزیاں ہو رہی ہیں، اس پر بہت بحث ہوئی، یہ فضل ربی ہے، یہ نیا ہے۔ دوسری بات ہے کہ تخلیق پاکستان کی مخالفت کی ہے، صحیح، لیکن جس نے پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اس کے خلاف آپ نے کیا کیا؟ بہر حال جواب یہ ہے--------

(مداخلت)

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ اگر جواب دینا چاہتے ہیں تو پھر آپ اجازت دیں، اعلان کیا ہے۔

Mr. Presiding Officer: Order, order.

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ آج بھی وہ اعلان ہے کہ جو مسلم لیگی چاہے جہاں چاہے میرے ساتھ خصوصاً اس ایوان میں وہ بھی کے پھر میں بھی کہوں، مجھے بہت کچھ معلوم ہے۔

جناب پریزائیڈنگ آفیسر۔ آپ فرمائیں۔

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ ایوان میں تقاریر ہوئیں ان میں جو کچھ کہا گیا کم از کم میں اس انتظار میں تھا کہ آپ جواب دیں اور اس پر ان تقریروں کا کسی حد تک جواب مل

جائے گا ۔ لیکن آپ نے جو تقریر کی اس سے یہ ثابت ہوگیا کہ نہ صرف حکمران ' ان کے اردگرد کے لوگ بلکہ دہلی میں جو سفیر بٹھایا گیا ہے وہ بھی اس عمل میں' جس کو ہم مطلق العنانیت کی بدترین قسم سمجھتے ہیں ' ان کے ساتھ شامل ہے اس کے سوا کچھ نہیں ہوا۔ میں یہ بات نہیں بڑھانا چاہتا۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ پوچھا یہ گیا ہے ' کہ اگر یہ سب کچھ عدالت میں پیش ہو جائے تو وہ فیصلہ کرے لیکن یہ کہ ایک صحافی' دانشور ' ہر لحاظ سے ایک قابل قدر شخصیت کے گھر میں جاتے ہوئے نہ وارنٹ ہے ' نہ کچھ ہے دروازے توڑ کر اندر داخل ہوتے ہیں یہ کس قانون کے تحت ہوا ہے اس کا جواب نہیں دیا گیا ۔ اگر ملک میں کوئی ایسا قانون ہے کہ کوئی بھی حکومت کا بڑے سے بڑا ' چھوٹے سے چھوٹا کارکن کسی گھر میں اسی طرح داخل ہو سکتا ہے۔ مجھے تو سمجھ نہیں آتی بہت قابل لوگ اس طرف بیٹھے ہوئے ہیں ' اس کا کیا جواب دیں گے ' کہا یہ گیا کہ نہ وارنٹ ہے ' نہ نوٹس ہے جس طرح دیا جاتا ہے ' کچھ بھی نہیں ہے اور گھر میں ایسے گھسا گیا ہے کہ دروازے توڑے گئے ہیں اسے چپل پہننے تک کی اجازت نہیں ملی ' عینک اٹھانے کی اجازت نہیں مل سکی ' یہ کوئی بتائے ' یہ نہیں بتا سکتے ۔ اس لئے میں نہیں سمجھتا ہوں کہ یہ کیا ہے ۔ یہ نہ تو جمہوریت ہے ' وہ تو بڑی بات ہے ' نہ اسلام ہے ' نہ تمدن ہے ' نہ تہذیب ہے ' نہ انسانیت ہے ۔ کسی نے انسانی حقوق کی بات کی ' میں کہتا ہوں انسانی حقوق بہت بڑی چیز ہے یہ تو سرکاری بدمعاشی ہے ریاستی بدمعاشی ہے ۔ میرے گھر میں اگر کوئی اس طرح گھسے ۔

(مداخلت)

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جناب والا! یہ بدمعاشی کا لفظ غیر پارلیمانی ہے اس کو expunge کیا جائے۔

(مداخلت)۔

جناب محمد اجمل خان خٹک ۔بدمعاش اس کو کہتے ہیں جو کسی قانون' آئین ' انسانیت ' شرافت روایت کا لحاظ کئے بغیر گھروں میں گھسے ' باعزت لوگوں کی بےعزتی کرے ' جو بھی کرے اسلام بھی موجود ہے ۔ قانون بھی موجود ہے ۔ شرافت کا بھی تقاضا ہے تمام دنیا نواز شریف کا گھر نہیں ہے نہ اس کا دفتر ہے کہ سب کچھ مٹ گیا ۔ اس لئے یہ جواب دیں کہ کس قانون کے تحت انسانی ' اسلامی ' شرعی ' عدالتی ' کس قانون کے تحت یہ عمل ان

کے ساتھ کیا گیا ۔ اس کا جواب نہیں دیا گیا ۔ اس کو میں نے ریاستی بدمعاشی کہا ، اگر بری بات ہے تو میں واپس لیتا ہوں۔

(مداخلت)۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ خٹک صاحب نے خود ہی الفاظ واپس لے لئے ہیں ۔

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ یہ معمولی عمل نہیں ہے ہم اس کو ایسے سمجھتے ہیں۔ جناب والا! مجھے تکلیف اس کی ہے۔ نجم سیٹھی ، حسین حقانی ہمارے آفریدی صاحب ، "جنگ" ، یہ الگ مسئلہ ہے ، ایسے افراد ہیں سوال یہ ہے کہ ملک کے ساتھ کیا ہو رہا ہے جس ملک میں یہ عمل ہو رہا ہو کہ نہ شرافت، نہ اسلام، نہ تمدن ، نہ تہذیب اور ڈنڈا ماری ہو رہی ہو ۔ ملک کوکس طرف لے جایا جا رہا ہے۔ خوشی سے لے جائیں۔ تاریخ میں ایک شخص تھا جس کا نام تھا فرعون ۔ اس نے نعرہ لگایا کہ "انا ربکم الاعلیٰ" اور اس نے کیا کیا۔ اس نے اپنے مخالف بنی اسرائیل کے ساتھ جو ظلم کیا وہ تمام مسلمان جانتے ہیں لیکن وہ غرق ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام اس دریا سے پار ہو گئے اور من و سلویٰ کے لئے پہنچ گئے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو بھی کریں ، بس یہ یاد رکھیں کہ پاکستان کے عوام نے بہت سے جابروں کو دیکھا ہے ، ڈکٹیٹروں کو دیکھا ہے۔ یہ بھول جائیں کہ ایک خاندان رائے ونڈ کی بادشاہی اس پورے ملک پر مسلط کر سکیں گے ، یہ بھول جائیں۔ عوام کا ردعمل شروع ہو رہا ہے۔ ہمیں اس بات کا خطرہ نہیں ہے کہ عوام کیا کرتے ہیں اور ان کے ساتھ کیا ہوگا۔ ہمیں اس ملک کے مستقبل کا خطرہ ہے کہ اس ملک کا مستقبل کیا ہوگا؟ اس لئے میں مختصراً کہہ دیتا ہوں کہ ہم ان تقریروں کی تائید کرتے ہوئے اور آپ کی تقریر کو حکومت کی مزید بدنیتی اورمنفی رویے کا ثبوت سمجھتے ہوئے واک آؤٹ کریں گے ۔ جس طرف ملک کو لے جایا جا رہا ہے ، اس کے ردعمل کو روکنے کے لئے جو کچھ ہم کریں گے ، ہم ڈرتے نہیں ہیں وہ تو کریں گے۔ پورے ملک میں کریں گے۔ انشاء اللہ عوام کو اٹھا کر کریں گے لیکن یہاں صحافیوں کا مسئلہ درپیش ہے۔ اس پر ہم اس ہاؤس کے ذریعےعوامی نمائندگی کا حق استعمال کرتے ہوئے ، ہم فریق نہیں بننا چاہتے جو چاہیں کریں ، ہم ملک کے لئے ، صحافت کے لئے ، انسانیت کے لئے ، شرافت کے لئے ، تحریر و تقریر کی آزادی کے لئے اور انسانی حقوق کے لئے علامتی واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن کی تمام پارٹیوں نے علامتی واک آؤٹ کیا)

LEGISLATIVE BUSINESS

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: یسین وٹو صاحب، جا کر ان کو منائیں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: علامتی واک آؤٹ ہے، انہوں نے پکا تو نہیں کیا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میرے خیال میں اگر بھنڈر صاحب اور پروفیسر صاحب جائیں تو بہتر ہو گا۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن کی تمام پارٹیوں نے علامتی واک آؤٹ ختم کیا)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اب Orders of the Day پر آتے ہیں۔ سب سے پہلے آئٹم نمبر ۲، چوہدری محمد انور بھنڈر صاحب۔

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, I beg to move that the bill further to amend the Code of Criminal Procedure, 1898, [The Code of Criminal Procedure (Amendment) Bill, 1994], as reported by the Standing Committee, be taken into consideration at once.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: جناب چیئرمین! میں مخالفت تو نہیں کرتا ہوں مگر فاضل ممبر صاحب ذرا وضاحت فرما لیتو اچھا ہو گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بھنڈر صاحب، میں بھی آپ سے یہی گزارش کروں گا کہ آپ اس پر ذرا روشنی ڈالیں۔

چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا! میں آپ کا، اس ہاؤس کا اور تمام ممبران کا مشکور ہوں کہ آج کم از کم ساڑھے تین گھنٹے کے بعد یہ موقع ملا کہ Orders of the Day کا پہلا آئٹم لیا جائے جبکہ یہ قانون سازی کا آئٹم تھا۔ اس آئٹم کے ذریعے ہمیں قانون سازی کرنی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بالکل صحیح فرما رہے ہیں کہ اس وقت جو ہے قانون

سازی ہو رہی ہے۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ تو میں آپ کی وساطت سے ہاؤس کو request کروں گا کہ تھوڑا سا سن لیں۔ ہم بہت سنتے ہیں لیکن اگر قانون سازی کے سلسلے میں پیش ہوئے ہیں آپ کی اجازت سے تو کم از کم ------

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ اصل مقصد اس ایوان کا قانون سازی ہے۔ جی فرمائیے۔

چوہدری محمد انور بھنڈر ۔ جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس بل کے ذریعے چار چیزیں ترمیم کے لئے پیش کی گئی تھیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے ہاں فوجداری مقدمات کی تفتیش بہت ہی لمبی ہو جاتی ہے اور اکثر ایک دفعہ اگر تفتیش ہوتی ہے تو پھر دوسرے S.P کے پاس تفتیش کے لئے درخواست دی جاتی ہے کسی اور آفیسر کو لگا دو۔ پھر وہ تفتیش کرتا ہے۔ پھر D.I.G اس کی تفتیش بدلتا ہے۔ پھر I.G اس کی تفتیش بدلتا ہے اور ہم نے ------

(Interruption)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔آپ تشریف رکھیں۔ انکو فلور میں نے دیا اور کہا کہ وضاحت کریں۔ آپ تشریف رکھیں۔ بھنڈر صاحب آپ بولیں۔

چوہدری محمد انور بھنڈر ۔ جناب والا! یہ جو تفتیشیں تھیں ان کا period بہت لمبا ہو جاتا تھا اور بہت دفعہ دیکھا گیا ہے کہ دو دو سال تفتیش چلتی رہتی ہے اور دو سال کے بعد پھر چالان عدالت میں پیش نہیں ہوتا اور دو سال کے بعد ملزمان کو ایک حق مل جا تا ہے کہ وہ ضمانت پہ رہا کر دیئے جائیں۔ اس طرح سے لوگ لمبا کر کے اپنی مرضی کی findings لے آتے تھے اور پھر اس کے مطابق ضمانتوں پہ بھی رہا ہو جاتے تھے۔ اس بل کے ذریعے ہم نے تجویز کیا ہے کہ صرف دو مرتبہ ایک تفتیش تبدیل ہو سکتی ہے اس سے زیادہ نہیں اور پہلی مرتبہ تو SP or DIG تبدیل کر سکتے ہیں۔ میں نے تو ایک مرتبہ کہا تھا لیکن کمیٹی نے تجویز یہ کیا ہے کہ دوسری مرتبہ صرف I.G تبدیل کر سکے گا ۔ اس لئے اس پہ قدغن لگے گی تو trial لمبے نہیں ہوں گے۔ انصاف میں دشواری نہیں ہو گی۔

نمبر۔ ۲ تجویز جناب والا! اس میں جو دی گئی ہے - یہ تھی Section 173 میں -

دوسری تجویز Section 265-F میں دی گئی ہے کہ یہ جو trial جب شروع ہوتے ہیں تو day-to-day trials ہونے چاہییں ۔ ہر روز trial ہونا چاہیے اور جب تک کہ مقدمہ ختم نہ ہو جائے اور مقدمہ اپنے انجام کو نہ پہنچ جائے اور میں نے تجویز کیا تھا کہ زیادہ سے زیادہ تاریخ دو دن کی دی جائے اور مجسٹریٹ کے لئے ، Session Judge کے لئے یہ ضروری ہو کہ اگر مقدمہ شروع کیا ہے تو اس کو اختتام تک پہنچائے۔ یہ نہیں ہے کہ دیوانی مقدمے کی طرح اس کا چار سال کے بعد فیصلہ کیا جائے یا تین سال کے بعد فیصلہ کیا جائے۔ تو کمیٹی نے جناب والا! اس میں یہ تجویز کیا ہے کہ زیادہ سے زیادہ التوا چار دن کا دیا جا سکتا ہے۔

تیسری تجویز جناب والا! میری یہ تھی کہ جس طرح اگر کوئی آدمی بری ہو جاتا ہے تو اپیل کا حق جو ہے وہ مدعی کو بھی ہونا چاہیے۔ مدعی کے لئے پہلے قانون یہ تھا کہ وہ پہلے State کے پاس جائے اگر وہ نہ کرے تو پھر وہ revision میں جائے اور revision میں پھر مقدمہ جو تھا remand ہوتا تھا۔ اس میں چونکہ ترمیم ہو چکی ہے میرے اس بل دینے کے وقت نہیں تھی اس کے بعد ترمیم ہو چکی ہے اس لئے کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس کی ضرورت نہیں ہے۔

چوتھی تجویز جو اس میں پیش کی گئی تھی وہ یہ تھی کہ جب revision میں ہم جاتے تھے یعنی نگرانی جب فوجداری میں دائر کی جاتی ہے تو اس وقت ہائی کورٹ کو اس کو سزا دینے کا اختیار نہیں ہے وہ کیس پھر remand کردیتی ہے۔ ایک جناب کیس کا پہلے دو سال کے بعد چالان آیا ، دو سال اس کا trial چلا۔ پھر وہ ہائی کورٹ میں گیا ، دو سال وہاں pending رہا اور پھر اس کا retrial ہم نے اس میں تجویز کیا ہے کہ ہائی کورٹ کو یہ اختیار ہو کہ فوجداری جو نگرانی ہے اس میں بھی اس کو سزا دینے کا حق ہو۔ اسلئے کہ judicial فیصلہ ہونا ہے ، ہائی کورٹ نے دیکھنا ہے ، اگر ملزم نے جرم کیا ہے تو سزا ہونی چاہیئے بجائے اس بات کے کہ پھر اس کا retrial ہو اور retrial میں پھر وہ دو سال چلے اور پھر اس کی appeal ہو ۔ اس لئے اس کو بھی curtail کرنے کے لئے ہم نے یہ تجویز کی ہے اور یہ تمام تجاویز جو ہیں یہ جناب والا! trial کو expedite کرنے کے لئے ، انصاف کو جلدی مہیا کرنے کے لئے اور فوجداری قانون میں ترمیم کر کے تاکہ جلدی سے جلدی ٹرائیل میں لمبا نہ ہو ، اور جلدی سے جلدی لوگوں کو انصاف مل سکے ۔ اس چیز کو منسٹری آف انٹرئیر نے بھی سپورٹ کیا ہے اور کمیٹی نے ان

سفارشات کے ساتھ ہاؤس سے گزارش کی ہے کہ اس بل کو پاس کیا جائے ۔
جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ شکریہ ، آفتاب احمد شیخ صاحب ۔

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: Sir, this is a Bill which has come after a committee has considered it. It has come with a report, now the unfortunate position is that neither the report is with us now today nor the Bill has been there. We have not examined the Bill but from the speech given by the learned member who has moved this Bill, although there are certain motions which are to be made under Rule 91 and then, I will not go into detail but I will only say that we have the right of moving amendments even after the report of the committee.

We have that right but in any case sir, if you will kindly consider, now this is the time when there has been a lot of criticism against the judicial system that there are a lot of delays, delay in the trial of cases. Now it is for this reason, the reason of delay sir, that today we have legislated the Anti-Terrorism Act, we say that in the normal course the trials take a lot of time, so the time factor should be reduced and the Bill which has been proposed by Senator Anwar Bhinder practically aims at achieving this object. By supporting this Bill in toto I will submit that the recommendation that there should be day to day trial or the period that has been fixed for four days, a period to intervene between one hearing and the other, this I think would not be practical. This would not be practical for the reason that there is a huge back log in the courts and it will not be possible that within such short spans or giving such short adjournments we will be able to hear the cases, record the evidence, particularly when a great procedure of service is involved in this, of summon from the witnesses, their production before the court. But in any case sir, I am not opposing the Bill, I am

not at all opposing, I will rather congratulate Mr. Anwar Bhinder, the Senator who has moved this Bill and also the members of the committee who have taken into consideration the question of delay in the completion of trial and have sent these recommendations here, whether they are practicable or they are impracticable that will be seen later on. But the amendments which have been proposed are good and I support these amendments. Thank you very much.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ شکریہ، ڈاکٹر حئی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ چیئرمین صاحب! یہ جو امنڈمنٹ محترم سینیٹر انور بھنڈر صاحب نے پیش کی ہے اس سے کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا۔ لیکن بنیادی بات انہوں نے نہیں کی ہے۔ جسٹس میں delay ہوتا ہے، یہ جو انصاف میں تاخیر ہو رہی ہے اس کے اور بڑے factors ہیں جن پہ حکومت توجہ نہیں دیتی۔ ان کو بھی نظرانداز نہ کیا جائے۔ مثلاً اس ملک کے اندر میرے نزدیک جو انصاف میں تاخیر ہے اس کی سب سے بڑی وجہ انوسٹی گیٹنگ ایجنسیز ہیں۔ ان کے پاس وقت نہیں ہوتا۔ وہ زیادہ تر پروٹوکول میں مصروف ہوتے ہیں اور جو دوسری ڈیوٹیاں ڈنڈے مارنے کی ہوتی ہیں، اس پہ لاٹھی چارج کریں، اس کو پکڑو، اس کو دھکا دو۔ سارا وقت ان کا پروٹوکول میں گزرتا ہے۔ اور اس طرح سے ہمارے ملک میں بدقسمتی سے رواج ہے ہم ان کو جو حکومت وقت سے اختلاف رائے رکھیں ان کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔ یعنی وہ ایجنسیز جو ملک کے عوام کو تحفظ دیں، انوسٹی گیشن کے لئے ان کے پاس وقت ہو۔ اس کے لئے یا تو آپ الگ فورس بنائیں تب تو سلسلہ برابر ہوگا۔ آپ یقین کریں کہ ایک ایک سال بعد نامکمل چالان عدالتوں میں پیش ہوتا ہے۔ ملزمان گرفتار نہیں ہوتے۔ دندناتے پھرتے ہیں ان کو کوئی پکڑتا نہیں ہے۔ چالان نامکمل ہیں۔ سب سے بڑھ کر نہ صرف یہ کمزوری ہے بلکہ میں دوسری کمزوری بتاتا ہوں۔ عدالت عالیہ یا عدالت عظمیٰ اکثر و بیشتر حکومت سے اجازت لیتے ہیں کیونکہ اخراجات کا جو اختیار ہے وہ حکومت کے پاس ہے۔ اگر کسی ہائیکورٹ کو دس سیشن ججز اور پچاس جوڈیشل مجسٹریٹ کی ضرورت ہے تو عدالت انہیں خود مقرر نہیں کرسکتی۔

جناب والا، اس طرح سے کیسے کام چلے گا۔ میں بلوچستان کے متعلق بتاتا ہوں۔ آپ

حیران ہوں گے ۔ اگر ان کو جوڈیشنل مجسٹریٹوں اور سیشن ججوں کی ضرورت ہے تو ان کی یہ حکومت منظوری نہیں دیتی ۔ لیت و لعل سے کام لیتی ہے۔ جناب ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ عدالتوں کو اختیار دیں کہ وہ اپنا بجٹ خود تیار کریں جیسے پارلیمنٹ کو اپنا بجٹ خود بنانے کا اختیار ہے ۔ ان کو مالی اختیارات دو۔ اگر مقررہ تعداد پوری نہیں ہوگی تو کیسے عدالتوں کا کام چلے گا۔

جوڈیشری سے بیوروکریسی کو ضد ہے ۔ بیوروکریسی عدلیہ کو پسند نہیں کرتی ۔ جب سے عدلیہ سے انتظامیہ کو الگ کیا گیا ہے اس کے بعد اور بھی نفرت بڑھ گئی ہے اور بھی مشکلات پیدا کی جا رہی ہیں ۔ جناب والا ' میں اس ترمیم کو سپورٹ کرتے ہوئے مطالبہ کرتا ہوں کہ تفتیشی ایجنسی کو الگ کیا جائے جس کا کام ہی یہ ہو کہ فوراً صاف ستھری تفتیش کرے تاکہ عدالت کی رہبری ہو سکے ۔ چالان نامکمل ہوگا تو کیسے فیصلہ ہوگا ۔ عدالتوں کو مالی اختیارات دو اور اپنی جمعداری ختم کرو ۔ عدالت ایک ستون ہے ۔ اس کو مکمل خود مختاری دے کر مالی اختیارات دیئے جائیں ۔ اسی کے ساتھ میں اس ترمیم کو سپورٹ کرتا ہوں ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ ڈاکٹر صاحب ' آپ اس کے لئے ترمیم لا سکتے ہیں تو لائیے ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ میں ضرور لاؤں گا ۔ انشاء اللہ میں ضرور لاؤں گا ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔حبیب جالب بلوچ صاحب ۔

جناب حبیب جالب بلوچ ۔ شکریہ جناب چیئرمین ' سی آر پی سی کے آرٹیکل 173 میں جو ترامیم تجویز کی گئی ہیں ۔ میں اس سلسلے میں سب سے پہلے انور بھنڈر صاحب اور کمیٹی کے تمام اراکین کو خراج تحسین پیش کروں گا کہ انہوں نے اچھی طرح اس کی چھان بین کرکے اس بل کو پیش کیا ۔ اس کے بعد جو 1-A, every investigation under this chapter shall be completed without unnecessary delay ہے ۔ اس delay کی بہت سی وجوہات ہیں ۔ جس طرح ڈاکٹر حئی صاحب نے بھی اس کی نشاندہی کی ۔ مناسب وقت میں کسی اور رول کو دیکھنے کے بعد ان میں ترامیم لائی جا سکتی ہیں ۔ جس میں پولیس میں ان کی division of labour ہے کیونکہ ایک پولیس والا بیک وقت بہت سے فرائض سرانجام نہیں دے سکتا ۔ اس طرح ایک انوسٹی گیش آفیسر بھی ہے ' وہاں عدالت میں بھی حاضر ہیں اور کئی اور جگہوں پر بھی ۔

دوسری بات یہ ہے کہ یقیناً اس میں جو دی گئی ہیں choices کسی کیس کے ٹرانسفر کے سلسلے میں ' اس میں ٹرانسفر کیسز دو طریقے سے ہوتے ہیں ۔ ایک تو پولیس کو اپروچز ہوتی ہیں جسے غیرضروری طور پر عدالت سے دور رکھا جاتا ہے ۔ لیکن دوسری وجہ پولیس کی دوسرے حوالوں سے ہوتی ہے کہ وہ انوسٹی گیشن مکمل ہی نہیں ہو سکتی ہے ۔ aggrieved party, complainant چاہتے ہیں کہ انوسٹی گیشن مکمل ہو اور وہ چالان بھی مکمل نہیں کرپاتے جس کی وجہ سے aggrieved پارٹی کو ضرورت ہوتی ہے کہ وہ کیس کو ایک ادارے سے دوسرے ادارے میں ٹرانسفر کروائے۔ اس وجہ سے جو دو رکھے گئے ہیں اس میں aggrieved party کاذکر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہتر ہے چونکہ aggrieved party کے کہنے پر complainant کے کہنے پر آئی جی یا دوسری پولیس عمل کر سکتی ہے۔۔ day to day میں بھی یہ رکھا گیا ہے کہ

adjournment is in the opinion of the court, necessary in the interests of justice and no adjournment shall be granted for more than four days.

میں amendment bill جو CRPC کے آرٹیکل 173 میں ہے' اس کی پر زور حمایت کرتا ہوں ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ شکریہ جناب۔ جی شیخ رفیق صاحب۔

جناب رفیق احمد شیخ ۔ جناب والا! میں اس بل کی مخالفت نہیں کر رہا ہوں۔اصل میں میرے ذہن میں ایک بڑا انتشار یا پریشانی ہے ۔ میں ایک طویل عرصے سے دیکھ رہا ہوں کہ سارا زور عدالتوں پر آگیا ہے ۔سارا زور trial پر آگیا ہے ۔ بنیادی بات ہے prevention of crimes اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دے رہا ہے' نہ ہاؤس دیتا ہے' نہ گورنمنٹ دیتی ہے' نہ ایڈمنسٹریشن دیتی ہے۔ میرا بیٹا قتل ہوا' تین آدمی جواباً گرفتار ہوئے اور اپنے انجام کو پہنچے لیکن it is no satisfaction to me, to be frank وہ جو عداوتوں کی لڑائیاں جھگڑے ہوتے ہیں' وہاں سمجھ آتی ہے کہ بھائی یہ پرانی لڑائی چل رہی تھی۔میرے لئے تو یہ تھا کہ prevention of crime ہوتا تو میرا بیٹا قتل نہ ہوتا ۔اب سارا بوجھ courts پر ڈالنے سے یا سارا بوجھ system of trial پر ڈالنے سے' اس کی اہمیت اپنی جگہ پر' لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں جس چیز کی طرف اصل میں توجہ دینی ہے that is a failure of the present government and even of many previous governments to prevent the crimes and the rising rate

of crime. That is an important thing and I would beg the government and beg the House to consider this aspect of the human lives in Pakistan.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ شکریہ جناب بہت شکریہ ۔ تو It has been moved

that the Bill futher to amend the Code of Criminal Procedure, 1898 [The Code of Criminal Procedure (Amendment) Bill, 1994] as reported by the Standing Committee be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ، جی اب clause-wise کریں۔

چوہدری محمد انور بھنڈر ۔ جی اس کو clause-wise کریں۔

Mr. Presiding Officer: Now clause-wise reading. The question is that Clauses 2, 3 and 5 do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: Clauses 2, 3 and 5 form part of the Bill. The question is that Clause 1, relating to short title and commencement, do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Presiding Officer: Clause 1 form part of the Bill. Yes, Bhinder sahib.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Thank you, sir. Sir I beg to move that the Bill further to amend the Code of Criminal Procedure, 1898 [The Code of Criminal Procedure (Amendment) Bill, 1994] as reported by the Standing Committee be passed.

Mr. Presiding Officer: It has been moved that the Bill further to amend the Code of Cirminal Procedure, 1898 [The Code of Criminal Procedure (Amendment) Bill,1994] as reported by the Standing Committee be passed.

(The motion was carried)

(The Bill Stands passed)

Mr. Presiding Officer: The motion is carried and the Bill stands passed.

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب والا! میں صرف ایک فقرے میں سارے ہاؤس کا مشکور ہوں کہ انہوں نے متفقہ طور پر یہ بل پاس کیا۔ بہت بہت مہربانی اور شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جناب 'پوائنٹ آف آرڈر ہو گئے تھے۔ No point of order.Item no, 4

RESOLUTION: RE. INCIDENT INVOLVING THE MURDER OF SAIMA IMRAN.

Syed Iqbal Haider: Thank you, Mr. Chairman. Sir, this is a resolution which has been signed by both the Leader of the House and the Leader of the Opposition alongwith the leaders of the most of the political parties represented in this august House. This is a non-controversial issue in the sense that---

(interruption)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ آپ ان کو کہنے دیں۔ ان کے کہنے سے آپ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ آپ اپنی بات کہیں۔

Syed Iqbal Haider: The motion seeks to condemn murder and murder under any civilization has to be condemned, there can not be any two

openion about it. It is for this reason that Government of Pakistan in the Human Rights Commission at Geneva, and I read from the "The News" dated 17th April, 1999 which has carried the statement and the point of view of the Government of Pakistan which was presented in the Human Rights Commission of U.N. at Geneva. Sir, "the Pakistan Government has expressed deep concern over the incident involving the murder of Samia Imran, a young women who was seeking divorce at the office of prominent lawyers Hina Jillani and Asma Jahangir. The abhorrent incident has been ....".

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جناب آپ ان کی بات سن لیں۔

Syed Iabal Haider: Sir, I am stating what Government has said. The Government says"the abhorrent incident has been called an honoured killing. We consider such behaviour as dishonourable and an extreme form of violence aganist women which is contrary to the principles of Islam, law and the message of tolerance that is brought by our religion. Such abhorrent dishonour can not be tolerated. It has no sanction under any Law or civilized norms. It was an extremely unfortunate incident and we are confident that the culprits will be arrested". This is, I am quoting Government of Pakistan. "The incident has evoked shock and indignation in Pakistan which is a democratic and progressive society Miss Asma Jehangir herself is a product of a dynamic modern Pakistan". It said, the Government spokesman said, "I wish to assure the world that these are the sentiments that we have expressed concerns over this incident and that the government of Pakistan will take all measures to ensure the protection of Miss Asma Jehangir as we have done on various occasions."

(Interruption)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر - ان کو پڑھنے دیں' ان کو پڑھنے دیں' پڑھنے سے کچھ نہیں ہوتا -

Syed Iqbal Haider: Sir , this is the point of view of the Government of Pakistan which was presented first, in the UN Human Rights Commission on 15th of April. Now again the government repeated, I am only reading the government's point of veiw. The government , on 28th April , again released the statement of the Government which was reported in the "News" of Islamabad on April 29,1999. It said that the government spokesman, " Finally, after dozens of women have lost their lives in the name of ' honoured killings ' , the government has denounced these acts and has promised to give full protection to Chairperson of the Human Rights Commission of Pakistan Ms. Asma Jehangir, who has been in the forefront to fight this beastly practice".

"This is for the first time that the government has shown any awareness about these incidents and that too when the issue was raised by Sri Lanka's special reporter Ms. Swami , at the United Nations Human Rights Commission. At home, the government has been repeatedly warned that by remaining silent it was being seen as a party to the crime".

"Pakistan's position was raised by Ms Atiyya Mehmud, Director of the recently created Desk on Human Rights at the Foreign Office. The Director says that after severe criticism from different organisations Ms. Mehmud, according to the official text, replied, that " I have requested for a right of reply although this is not intended to be a right of reply , but to place on record the position of Pakistan government on the unfortunate incident that took place in the offices of Ms Hina Jilani, the sister of Ms Asma Jehangir. The concern has been expressed

by the Government of Pakistan in the Commission of Human Rights on this incident. The Government of Pakistan shares this deep concern. The Constitution of Pakistan guarantees full protection and equality of all its citizens and the empowerment and full participation of women in the nation's main stream".

"In line with constitutional injuctions, the government of Pakistan is making every effort to eliminate all forms of discriminations and violances against women despite enormous difficulties created by the prevalence of poverty and underdevelopment".

The government says that "This abhorrent incident has been called an ' honour killing '. We cosider such behaviour as ' dishonourable ' and an extreme form of violence against women, which is contrary to the precepts of Islamic Law and the message of tolerance that Islam had brought. Such abhorrent behaviour cannot be considered a pattern and it has no state sanction. It was an extremely unfortunate incident and we condemn it. Government has condemned it. My contention is simply, I will be very brief and to the point, that what is the point of veiw of the Government of Pakistan.

(Interruption)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ جناب آپ انہیں بات کرنے دیں۔

Syed Iqbal Haider: First , I will call upon the Minister for Law and Justice and also who also claims to be the Incharge of the Human Rights Division , as to what is their policy on this incident and what is their point of view on this resolution which condemns Samia Sarwar's brutal murder which was a premeditated act. Secondly, Is it a fact or not that abroad , in all countries, this issue was raised in the House of Lords and House of Commons also. House of

Lords has passed a ruling sir. It is a very historic ruling. We are concerned. Sir to the honourable member, we advice to ....

(Interruption)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ آپ تشریف رکھیں ۔ حاجی صاحب! خدا کے لئے میری بات سنیں۔ آپ تشریف رکھیں ۔

سید اقبال حیدر۔ جناب میری گزارش ہے کہ یہ میرے ملک کا concern ہے۔ میرا ملک بدنام ہو رہا ہے ۔ House of Lords نے ایک ruling دی ہے ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ اقبال حیدر صاحب! میں آپ سے یہ گزارش کر رہا ہوں ۔ آپ بھی خیال کریں۔

Syed Iqbal Haider: Sir, I will be brief. All I am saying, all I am pleading is that the honour of the murderer is more important or it is the honour of my country or it is the honour of my religion Islam that is more important. Anything which is not sanctioned by Islam or not sanctioned by the Constitution have to be condemned and the honour of the murderer have no relevance. It is not an honourable act. I call upon the Law Minister to say that what is more important, honour of the country or honour of the murderer. Sir the House of Lords ruling is historic ruling ....

(interruption)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر۔ آپ مجھے بات تو کرنے دیں ۔ میری بات سن ہی نہیں رہے ۔ حاجی صاحبان! خدا کے لئے ذرا میری بات تو سنیں ۔

(مداخلت)

سید اقبال حیدر۔ ہم اسلام کا نام لیں گے ، میرا دین ہے ۔ دنیا کی کوئی طاقت مجھے اسلام کا نام لینے سے نہیں روک سکتی ۔ میں Law Minister سے پوچھنا چاہتا ہوں---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ آپ ضرور کریں ، ہم سب مسلمان ہیں ماشاء اللہ ۔ آپ نے پیش کردیا۔ اب آپ تشریف رکھیں ، وہ میرا کام ہے ، ابھی آپ تشریف رکھیں ۔ جناب کیا چیز ہے ۔ آپ ضرور بولیں ، میں آپ کو وقت دے دیتا ہوں ۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ آپ میری بات سنیں ۔ Oppose تو اور بھی کریں گے ۔ میں بات تو کرلوں ، میری بات تو سنیں ۔ میں نے سن لیا ہے ۔ ایک تو میں یہ کہوں گا کہ اس وقت نو بج رہے ہیں ۔

Mr. Ilyas Ahmed Bilour: We have to finish it today.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ میں آپ سے پوچھوں گا ۔ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ نو بج رہے ہیں ۔

جناب الیاس احمد بلور ۔ نہیں جناب اس کو آج ختم کرنا ہے ۔ We have to finish it today. Today is the Private Members Day. We have to finish it today sir.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ مجھے کوئی سنائی نہیں دے رہا ہے کہ آپ لوگ کیا کہہ رہے ہیں ۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ پھر اس پر کوئی بولے گا نہیں ۔ میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ اس میں چونتیس نام ہیں ۔ چونتیس کو میں کتنا وقت دوں ، آپ بتائیں ۔ رولز کے مطابق movers کو کم از کم پچیس ، تیس منٹ دینے چاہئیں لیکن اگر میں اتنا وقت دوں گا تو پھر صبح ہو جائے گی ۔

حافظ فضل محمد ۔ وہ تحریک التواء ہے ، قرار داد نہیں ہے ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ۔ یہی تو میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں ۔ آپ کی رائے لینا چاہتا ہوں ۔ بلور صاحب آپ کیا فرما رہے ہیں۔

Mr. Ilyas Ahmed Bilour : Thank you very much Mr. Chairman, I

am really grateful that you have given me time. Let me tell this House and the country that my party and my elders have been fighting for civil liberty, human rights and Press for the last more than seventy years. We have been fighting for the human rights, we have been fighting for the civil liberty. The people today are talking about the human rights, where they were when I was given electric shocks in Lahore Fort. Am I not a human being?

Mr. Presiding Officer: Why not.

Mr. Ilyas Ahmed Bilour: When I was given electric shocks in the Lahore Fort, this Peoples Party, who are the movers of this motion, where they were. Number 2 sir, let me tell you, Nisar Khan and Asfand Yar Wali Khan are not the human being

ہم چادر لے کر جلوس نکالتے ہیں۔ ہم حیاء میں رہ کر کام کرتے ہیں۔ ہم human rights کو مانتے ہیں سرکار۔ چیئرمین صاحب! ہم سمجھتے ہیں کہ human rights جس کو کہتے ہیں، عورت کی عزت ہم سمجھتے ہیں۔ عورت عزت میں رہے تب بھی ہم سمجھتے ہیں۔ عورت عزت میں چادر اور چار دیواری میں رہتی ہے جناب۔ جینز پہن کر اور بی بی سی کے اوپر کہہ کر، یہ باتیں کرنا، جناب خدا کے واسطے! میں محترمہ عاصمہ جہانگیر کی بڑی عزت کرتا ہوں، اس کی بڑی services ہیں، میں ان کا بڑا احترام کرتا ہوں۔ لیکن میں ایک بات پوچھتا ہوں جناب اور مجھے اس چیز کا جواب دیں۔ یہاں علماء حضرات بھی بیٹھے ہوئے ہیں، کیا اسلام میں سب سے بڑی عورت ہے؟ کیا وہ judiciary سے بھی بڑی ہے؟ کیا وہ عدالتوں سے بھی بڑی ہے اور قانون سے بھی بڑی ہے؟ وہ کیا ہے؟ کیوں ڈرتے ہیں، پوری دنیا کیوں ڈرتی ہے اس سے؟ اس نے جلوس نکالا، اس نے کہا ہے کہ اگر اس کیس کا honoured killing کا فیصلہ ہوا تو میں نہیں مانوں گی۔ If it is a contempt, I am doing a contempt. مجھے بڑا افسوس ہوتا ہے اپنی judiciary پر۔ جب ہم dudiciary کے بارے میں بات کرتے ہیں تو ہمارے وزیر قانون صاحب ہمیں یہاں سے کہتے ہیں یار contempt نہ کریں۔ Judiciary اس پر suo moto action کیوں نہیں لیتی۔ اس نے کھڑے ہو کر جلوس

جلسے میں کہا۔ محترمہ نے جلسے میں یہ کھڑے ہوکر کہا کہ "if honoured killing decision is given by the Court, I will not accept it, if it is a contempt, I amdoing a contempt." اب مجھے ہی نہیں پتہ کہ کتنا زور ہے ان میں۔ کیا House of Lords کی support ہے؟ میں نہیں سمجھتا۔

پھر دوسری بات جناب چیئرمین! میں عرض کرتا ہوں کہ میری 59 years age ہے اور میں نے کہیں، کسی حدیث شریف، کسی روایت میں، کسی جگہ پر میں نے نہیں سنا اور نہ میں نے اپنی 59 years کی زندگی میں کبھی یہ سنا اس سے پہلے کہ عورت نکاح پڑھا سکتی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں جناب چیئرمین! کہ حضرت بی بی فاطمۃ زہرہ (رضی اللہ عنہا) اور حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) سے بڑی عورت میں کسی کو نہیں مانتا۔ انہوں نے اپنے وقت میں نکاح نہیں پڑھایا، یہ علماء حضرات اس کو بتائیں گے صحیح بات کہ کیا عورت نکاح پڑھا سکتی ہے۔ تو یہ بی بی نکاح بھی پڑھاتی ہے اور کہتی ہے کہ میں عین اسلام کے مطابق پڑھاتی ہوں۔ اب اسلام کو کیا رنگ دیا جاتا ہے، مجھے نہیں سمجھ پڑتا۔ میں نہیں سمجھتا کہ یہ جینز پہننے والی لڑکیاں، یہ دوست میرے جو human rights کی جو fight کرتے ہیں، یہ کس طرف اسلام کو لے جاتے ہیں۔

ہم بڑے liberal لوگ ہیں اللہ کے فضل سے۔ جناب میں یہ بات آپ کو واضح طور پر بتاؤں کہ ہم نہ تو fundamentalist ہیں بلکہ ہم تو secular ہیں اور ہم بڑے دعوے سے کہتے ہیں اور اللہ کے فضل سے واحد ایک پارٹی ہے جو کہتی ہے کہ ہم secular ہیں۔ پیپلز پارٹی والے secular ہوتے ہوئے بھی شرماتے ہیں، اپنے آپ کو secular کہتے ہیں۔ کیونکہ ان کو ووٹ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے باوجود ہم یہ کہتے ہیں، مجھے یہ بتائیں جناب، میں ایک بات آپ سے پوچھتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر ایک آدمی کے کچھ حقوق مقرر کیئے ہوئے ہیں۔ کوئی عورت نکاح نہیں پڑھا سکتی۔ یہ نکاح پڑھاتی ہیں۔ قانون کے خلاف بیان دیتی ہیں۔ کیوں نہیں کوئی suo moto action اس کے خلاف لیتا۔ کیا حکومت سوئی ہوئی ہے؟ اور پھر کہتے ہیں murder, ۔ بچی کا murder کس نے کیا۔ یہ تو عدالت فیصلہ کرے گی ناں۔ نہ آپ کرسکتے ہیں نہ میں کرسکتا ہوں۔ نہ یہاں کے لوگ فیصلہ کرسکتے ہیں۔ عدالت نے فیصلہ کیا اس murder کا۔ اگر اس کے باپ نے کیا تو اس کو پھانسی لگے گی، اس کو کسی اور نے قتل کیا تو اس کو پھانسی لگے گی۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ حبیب الرحمٰن کا murder کس نے کیا ہے؟ مجھے اس چیز

کا جواب دیا جائے کہ حبیب الرحمٰن کا murder کس نے کیا اور کس کے کہنے پر murder ہوا ہے وہ شخص۔ مجھے اس چیز کا جواب دیں۔ کیا حبیب الرحمٰن human being نہیں ہے۔ کیا وہ بچی ہی human being ہے۔ وہ میرے ہاتھوں میں بڑی ہوئی ہے جناب چیئرمین۔ میری بچیوں کی طرح تھی۔ اور جس آدمی کے اوپر دعویٰ ہے وہ کوئی معمولی آدمی نہیں ہے۔ وہ غریب آدمی بھی نہیں ہے۔ وہ ان پڑھ نہیں ہے۔ وہ اللہ کے فضل سے M.A. (English) ہے اور اس نے ایک غریب آدمی کی حیثیت سے کام کیا اور اللہ نے دو پیسے اسے دیئے ہیں۔ He is President of the Sarhad Chamber of Commerce and Industries. He has gone with the Nawaz Sharif on so many tours. He has gone with Farooq Leghari. He has gone with Mohtarma Benazir in entourage. جناب وہ ان پڑھ آدمی بھی نہیں ہے۔ وہ پڑھا لکھا ہے اور اس نے کیا گناہ کیا تھا جناب۔ وہ حج پر گیا تھا بیوی کو لے کر۔ کہیں عیاشی کے لئے تو نہیں گیا تھا۔ اللہ کا فرض ادا کرنے کے لئے گیا تھا۔ اور جب وہ اللہ کا فرض ادا کرنے کے لئے گیا تو اس کی بیٹی کو بھگا کر لے جاتا ہے۔ ٹھیک ہے اس بیٹی کی بھی inclination ہوگی۔ وہ بھگانے والا آدمی لے کر گیا جب، تو پہلے محترمہ عاصمہ جہانگیر صاحبہ نے یہ کہا کہ نہیں I can't admit her کہ I cannot admit her کیونکہ she is a legally wedded woman اور آپ قانون دان بیٹھے ہیں۔ پوچھیں ان قانون دانوں کو مجھے تو قانون کا نہیں پتہ۔ These are the words محترمہ عاصمہ جہانگیر نے خود لڑکے کو کہا کہ she is a wedded woman, she is a legal wife of Imran, I cannot admit her here, you come under Hadood Act. These are the words of Mohtarma Asma Jehangir. پھر دو دن کے بعد اس کی بہن نے اسے admit کیا۔

سر، میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک شادی شدہ عورت، دو بچوں کی ماں اور اس کو ایک غیر آدمی سے ملنے کے لئے تین تین گھنٹے وہ "دستک" میں اجازت دیتی ہے۔ سر، خدا کا واسطہ ہے، باپ حج پر گیا ہوا ہے، ماں حج پر گئی ہوئی ہے، یہ کہاں کی انسانیت ہے، یہ کہاں کے human rights ہیں، یہ کہاں کی شرافت ہے۔ جہاں تک قتل کا تعلق ہے تو میں یہ پوچھتا ہوں کہ جو بھی murderer ہے، جو فیصلہ عدالت کرے گی وہ فیصلہ ہوگا، آپ کو تکلیف کیا ہے؟ اصل میں آپ کو تکلیف کا پتہ نہیں ہے مسٹر چیئرمین! تکلیف دراصل حبیب الرحمان کے murder کی ہے۔ وہ کس نے کیا۔ یہ شور کیوں مچایا جا رہا ہے۔ جنیوا میں لے گئے ہیں۔ یہ جو ہمارے بھائی فرما

رہے ہیں ، انہوں نے "نیوز" پڑھا ہے ، فرنٹیئر پوسٹ میں گورنمنٹ کی طرف سے کراچی سے ایشو ہوا ہے ، انہوں نے کہا کہ whatever she has said, محترمہ عاصمہ صاحبہ نے بہت سخت باتیں کی ہیں حکومت کو بدنام کرنے کے لئے اور گورنمنٹ نے اسے condemn کیا - یہ بھائی ہاؤس کو ایک تصویر دکھاتے ہیں ، میں ہاؤس کو دونوں تصویریں دکھانا چاہتا ہوں - میں یہ کہتا ہوں کہ honoured killing یا non-honoured killing کی بات اور ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم freedom fighters ہیں ، اللہ کے فضل سے ہمارے بزرگوں نے جانیں قربان کی ہیں ، ہم civil liberty کے fighters ہیں ، ہم human rights کے fighters ہیں - میں پہلا شخص تھا جس نے یہاں ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے خلاف جلسہ کیا تھا -، جب یوم صحافت ولی خان نے منایا تھا ، میں اور شیخ رشید صاحب جو آج وزیر ہیں ، ائرمارشل اصغر خان کا لیاقت باغ میں جلسہ تھا ، ناکام ہوا ، پرانے پریس والے یہاں بیٹھے ہوں تو شاید ان کو پتہ ہو ، میں پنڈی میں رہتا تھا ، راجہ صاحب کو پتہ ہے ، میں پہلا شخص تھا جس نے یہاں جلسہ کیا تھا - ہم نے تو صحافت ، ہم نے تو human rights' ہم نے تو civil liberty کے خلاف ساری زندگی لڑائی کی ہے - ہم نے تو تھوڑی ہی سی حکومت میں ہوا کھائی ہے ، ہم تو ساری زندگی ماریں کھاتے رہے - لاہور قلعے میں جب مجھے مارا گیا تو human rights والے کہاں چھپے ہوئے تھے ، نثار خان کو جب مارا گیا تو human rights والے کہاں سوئے ہوئے تھے - سر ، خدا کے لئے this is not a question of human rights. اور دوسری بات میں یہ عرض کرتا ہوں کہ

this is not a court, this is the Senate. Let the court decide who is the murderer, who is not murderer. Who are we to decide it? We are nobody to decide that who is the murderer and I say categorically that the basic problem is not Aasma.

اس بے چارے کا تو سب کچھ تباہ ہو گیا ہے - ڈرائیور اس کا مر گیا ہے ، بیٹی اس کی مر گئی ہے ، 302 اس کے اوپر لگ گئی ہے - چوہدری اعتزاز صاحب نے فرمایا ہے کہ مجھ سے اجازت لے کر ، appointment لے کر گئے تھے - میں اس دن یہاں نہیں تھا - ٹھیک ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ کوئی appointment لے کر قتل کرتا ہے - کم از کم اتنی سوچ تو آپ رکھیں - ایک پڑھا لکھا جو خود ایم اے انگلش ہے ، he is the President of Sarhad Chamber at present. He is the M.C. Member for the last 4 years. He is quite a bright man. He is not a

اور وہ ملاقات میں شامل ہیں ' تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سارا ایک ڈرامہ ہے ۔ fundamentalist
شکریہ ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ، بیگم نسرین جلیل۔

بیگم نسرین جلیل ، جناب چیئرمین ! ہمارے ملک کا مسئلہ یہ ہے کہ عورت کی عزت کی بات کرنے والوں کا بس نہیں چلتا کہ یہ لڑکیوں کو پیدا ہوتے ہی دفن کر دیں۔ غیررسمی طور پہ بحث تو آج ہو رہی ہے لیکن اس سے پہلے مختلف ممبران جس قسم کی باتیں یہاں پہ کر رہے تھے ' مجھے بہت افسوس ہے کہ پچھلے باون برس میں ہم خواتین کے حوالے سے ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھے۔ ہمارے ملک کا المیہ یہ ہے کہ اس ایوان میں دونوں طرف جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں وہ اس پوزیشن میں رہے ہیں کہ وہ خواتین کو کچھ تحفظ فراہم کرسکتے تھے۔ لیکن ہر آنے والے شخص نے ' ہر آنے والی حکومت نے عورتوں کا استحصال کیا ہے ' عورتوں کے ساتھ زیادتی کی ہے ' جبرو تشدد کیا ہے ' یہ حکومتوں نے کیا ہے۔ They have institutionalised ظلم ' تشدد ۔ میں آپ کے سامنے بات کر رہی ہوں ' رشتے ' رسم و رواج ' قبائلی طور طریقے یہ ساری چیزیں تو اپنی جگہ پہ ہیں۔ ان کو تو شاید ختم ہوتے ہوتے عرصہ لگ جائے گا۔ ٹھیک ہے کہ honoured killings ہو رہی ہیں لیکن ہمارا قانون کیا کرتا ہے۔ قانون دان کیا کر رہے ہیں۔ جو ملک میں قوانین نافذ ہیں ان پہ عملدرآمد کیوں نہیں ہو رہا ہے؟ میں آپ کو بتاؤں کہ میں خود اس بات کی گواہ ہوں کہ 1992ء سے اس ملک میں خواتین کے ساتھ جو ہو رہا ہے وہ تو ہو رہا ہے لیکن جو ذاتی طور پہ میں نے خود دیکھا ہے ' جو میری آنکھوں کے سامنے ہوا ہے۔ جبر ' ظلم ' زیادتی ' تشدد you name it, let me suffice it to say کہ جولائی ' 1992ء میں خواتین ریگل چوک میں احتجاج کر رہی تھیں ۔ کس کی حکومت تھی؟ نواز شریف کی۔ جناب چیئرمین! خواتین پہ گھوڑے دوڑائے گئے۔ ڈیڑھ سو خواتین کو حوالات میں بند رکھا گیا۔ قران خوانی ہوئی برنس روڑ پہ ' قران خوانی کے اجتماعات ہوئے ناظم آباد میں ' خواتین پہ ڈنڈے برسائے گئے۔ ان کے دوپٹے چھینے گئے۔ یہاں تک کہ مساجد کے اندر جا کر عورتوں کو بالوں سے پکڑ کر باہر گھسیٹا گیا۔ آپ کونسی عزت کی بات کرتے ہیں ' کونسی خواتین کے حقوق کی بات کرتے ہیں۔ کس طرح آپ کی ہمت ہو رہی ہے کہ آپ لوگ اس topic کو اس انداز میں یہاں پہ discuss کریں۔ وہ خواتین جو کہ آواز اٹھا رہی ہیں خواتین کے حقوق کے

لئے ' ان کے ساتھ یہ زیادتی کہ انکے اوپر طرح طرح کے الزامات لگائے جا رہے ہیں ۔ آج international community, جن کے پاس آپ کشکول لے کر جاتے ہیں ' they are giving laurels to Asma Jehangir for the work she is doing. میں جیل میں تھی۔ مجھے معلوم ہے کہ کس طرح وہاں بے سہارا عوتیں ہوتی ہیں ' کوئی ان کو پوچھنے والا نہیں ہوتا۔ آپ کو اگر جائیداد چاہیئے ' اگر عورت اس کی وارث ہے تو اس کو بند کر دو اور باقی جتنے رشتے دار ہیں وہ بانٹ لیں اس جائداد کو آپس میں۔ اگر باہرکوئی ان کا پوچھنے والا نہیں تو جیل میں ان کا کیا حشر ہوتا ہو گا ۔ عاصمہ جیسی خواتین ہیں جو ان کی پرسان حال ہیں یا ان کے لئے کچھ کرتی ہیں۔ حکومت تو نہیں کرتی ۔ یہ بیٹھے ہوئے ہیں Law Minister صاحب۔ Women in Distress and Detention کا ایک فنڈ ہے جس سے ایک پیسہ بھی شاید آج تک خرچ نہیں ہوا کسی خاتون کی بہبود کی خاطر۔

1993-94ء میں کیا ہوا؛ متحدہ قومی موومنٹ سے negotiations ہو رہی تھیں۔ پیپلز پارٹی ساتھ بیٹھ رہی تھی۔ لیکن گھر گھر محاصرے ' مردوں کو باہر دھوپ میں آنکھوں پر پٹیاں باندھ کر بٹھا دیا گیا اور گھروں میں الماریاں خالی کی جا رہی ہیں۔ آپ بتائیے کہ privacy کا کیا تصور ہے۔ خواتین کی چوڑیاں اتارنا ' راتوں کو گھروں کے اندر کودنا ' یہ سب کیا ہے۔ یہ تو حکومت کر رہی ہے ' individual جو act کر رہے ہیں ' ٹھیک ہے آپ ان کو عدالت میں لے جاتے ہیں لیکن ہم حکومتوں کو کونسی عدالت میں لے جائیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: حاجی جاوید صاحب ! آپ درمیان میں نہ بولیں۔ وہ بات کررہی ہیں۔ آپ سنیں۔

محترمہ نسرین جلیل: جناب چیئرمین! 1995ء میں اس ایوان میں متعدد بار یہ سوال اٹھا کہ ایم کیو ایم کی دو خواتین پولیس والے لے گئے ہیں اور وہ غائب ہیں۔ ان کا پتہ نہیں چل رہا۔ چھ مہینے تک ان کا ہمیں علم نہیں ہوا کہ وہ کہاں تھیں۔ ان کو بند رکھا ہوا تھا۔ ان پر تشدد کیا جا رہا تھا۔ صرف اس وجہ سے کہ اگر وہ باہر آئیں تو وہ اصلیت بتا دیں گی کہ کس نے کہاں اور کیا زیادتی کی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بیگم صاحبہ آپ اب wind up کر لیں۔ آپ دیکھیں کہ

اب بہت سے ہاتھ کھڑے ہو رہے ہیں۔

محترمہ نسرین جلیل: جناب یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اس میں کوئی شک نہیں۔

جناب مصطفیٰ کمال رضوی: جناب یہ ہماری Human Rights Committee کی چیئرمین بھی ہیں۔ ان کو الیاس بلور صاحب جتنا وقت تو دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: میں ان کو ایک گھنٹہ دینے کے لئے تیار ہوں۔ آپ پھر بیٹھے رہیں۔ لیکن میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہاں پر سب نے بولنا ہے۔ میں نے بلور صاحب کو اس لئے نہیں روکا کہ میں ان کی حمایت میں تھا۔ لیکن کوئی طریقہ کار' کوئی timing بھی ہونی چاہیے۔ میں کہہ رہا ہوں کہ آپ کوئی طریقہ بنا لیں کہ آپ کتنا بولنا چاہیں گے۔جی نسرین جلیل صاحبہ آپ! بات کریں۔

محترمہ نسرین جلیل: جناب چیئرمین صاحب! آپ دیکھیں کہ سمیعہ کا کیس عدالت میں ہے۔ فیصلہ تو عدالت کرے گی لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بھاری مینڈیٹ والا وزیر اعظم اس لئے خوف زدہ ہے کہ اس کی حمایت میں کمی آ جائے گی۔ اس وجہ سے ہاتھ نہیں ڈالا جا رہا ہے مجرموں پر۔ معاشرے میں جو کچھ ہو رہا ہے اس پرحکومت کی دوغلی پالیسی ہے ۔ ایک طرف تو آپ انصاف دینے کی بات کرتے ہیں' دوسری طرف قانون کو اپنے مفادات کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ جب آپ قانون نافذ کرنے والوں کو اپنے مفادات کے لئے استعمال کریں گے تو آپ کس طرح سے expect کر سکتے ہیں کہ وہ قانون پر عملدرآمد کروائیں گے ۔ موجودہ واقعہ ہمارے معاشرے کی' میں آپ کے دو منٹ مزید لوں گی۔ دیکھیں سمیعہ عمران کا جو واقعہ ہے' جو honoured killing ہوئی ہے' جس کو یہ لوگ کہہ رہے ہیں' وہ ایک symbolic واقعہ ہے' جس طرح سے چند واقعات آپ کے سامنے آ گئے' صائمہ کا واقعہ ہوا' رفعت کنور کا ہوا' سمیرا بٹ' غزالہ کا واقعہ' یہ وہ نام ہیں جو زبان زد عام ہوئے۔ لیکن وہ ہزاروں بیٹیاں' ان کے بارے میں کیا خیال ہے' جن کو ان کے والدین اورگھر والوں کی جھوٹی انا اور وقار کی خاطر بھینٹ چڑھایا جاتا ہے۔ چاہے شہری علاقوں میں Stove جلنے سے اموات واقع ہوں' گولی مار دی جائے ان کو' قرآن سے شادی کر دی جائے' اونچی اونچی فصیلوں میں بند رکھا جائے' شادی شدہ خواتین کو زناہ کے الزام میں پابند سلاسل کیا جائے' یہ سب کیا ہے؟ جسٹس ناصر اسلم زاہد کمیشن کی رپورٹ کہتی ہے کہ وہ تمام ایسے قوانین جو کہ discreminatory ہوں خواتین کے حوالے سے' ان کو

لیکن کیا اس کے اوپر ذرا سا بھی عملدرآمد ہوا۔ نواز they should be repealed. ' ہونا چاہیئے remove شریف شرعی نظام لانے کی بات کرتے ہیں، مگر قانون پر عملدرآمد کرانے کے لئے انہوں نے کیا اقدامات کئے ہیں۔ پولیس کو جو انہوں نے چھوٹ دی ہے، جو law enforcement agencies کو انہوں نے چھوٹ دی ہے، جو واقعات ہمارے سامنے آرہے ہیں، چاہے وہ نجم سیٹھی کا واقعہ ہو، چاہے حسین حقانی کا واقعہ ہو، چاہے عمیرا بٹ کا واقعہ ہو، چاہے وہ اس بچی کا ہو۔ مجھے افسوس صرف اس بات کا ہے کہ میں ایک ایسے ایوان سے بات کر رہی ہوں، جس کی سوچ انتہائی محدود ہے اور وہ اپنی سوچ سے باہر نکل کر یہ نہیں دیکھ رہے کہ دنیا کہاں سے کہاں پہنچ چکی ہے۔ ہم اکیسویں millennium میں داخل ہو رہے ہیں، حکومت کو چاہیئے کہ قانون پر عملدرآمد کروائے۔ میں نے آپ سے صرف یہی گزارش کرنی تھی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: مجھے صرف یہ بتائیں جیسے اقبال حیدر نے کہا کہ آپ نے اس کو نہیں ٹوکا، میں یہ سمجھا کہ شاید میں نے اس کی کوئی طرف داری کی۔ مجھے یہ بتائیں کہ آپ نے بیٹھنا ہے، میں صبح تک آپ کے ساتھ بیٹھا رہوں گا، لیکن پھر آپ کو بھی بیٹھنا ہو گا۔ عاقل شاہ صاحب ابھی جا رہے ہیں، پھر کوئی نہیں جائے گا۔ میں دروازے بند کرواؤں گا۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: آپ میری بات سنیں، ووٹنگ تو میں اس وقت کراؤں گا جب آپ کے سپیکر صاحبان کہیں کہ ہم نے نہیں بولنا ہے۔ اگر یہ کہہ دیں تو پھر ووٹنگ کی بات آئے گی لیکن جب یہاں ہاتھ کھڑے کر رہے ہیں کہ ہم نے بولنا ہے۔ آپ اس طرف دیکھیں وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے بولنا ہے۔ اس طرف سے حاجی صاحب بھی کھڑے ہیں، راجہ صاحب بھی ہاتھ اٹھا رہے ہیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: نہیں میں اس میں کچھ نہیں کر سکتا، یہ Private Members Day پر ہو گا، یہ کل نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا میں اجلاس کو کل صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کرتا ہوں۔

[Then the House was adjourned to meet again on Tuesday, May 11, 1999 at 10:00 a.m. in the morning].